

الاعراب



مؤلف
فقیہ اعظم ابوالیوسف
علیہ الرحمۃ
محمد شریف نقشبندی

ترجمہ و تصنیف
پروفیسر ضیاء المصطفیٰ قصوری

Click For More Books

حضرت قیدم صابر اداہ میں۔ محمد علی احمد صاحب سرگودھا
کی خدمت میں

اختیارات و کمالات مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پر چالیس مستند احادیث

کا مبارک مجموعہ
(نور العین، روضی)

18/6/2003

اربعین نبویہ

تالیف

فقیہ اعظم مولانا ابویوسف محمد شریف کوٹلوی علیہ الرحمۃ

تخریج و تحقیق

پروفیسر ضیاء المصطفیٰ قصوری

دار الفیض گنج بخش

☆ 55۔ حکیم محمد موسیٰ زوڈ (ریلوے روڈ، گوالمنڈی) حضرت لاہور

86206

~~86206~~

بیاد : امام الاولیاء، سلطان الاصفیاء، حضرت شیخ سید علی ہجویری
معروف بہ داتا گنج بخش لاہوری قدس سرہ العزیز
بفیضان نظر: حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمۃ
بفیضان کرم: استاذ الحکماء حضرت حکیم محمد سلیم چشتی علیہ الرحمۃ
کتاب----- از بعین نبویہ
مؤلف----- مولانا ابو یوسف محمد شریف کوٹلوی
تخریج احادیث----- ضیاء المصطفیٰ قصوری
شرف اشاعت----- دار الفیض گنج بخش لاہور
ناظم اشاعت----- میاں محمد ریاض ہمایوں سعیدی
تعداد----- گیارہ سو
اہتمام----- حکیم محمد سلیم مرتضائی
سن اشاعت----- ربیع الانور ۱۴۲۳ھ، مئی 2003ء
ہدیہ----- ایصال ثواب امت رسول اللہ ﷺ

ملنے کے پتے

دار الفیض گنج بخش

☆ 55۔ حکیم محمد موسیٰ رڈ (ریلوے روڈ، گوالمنڈی) حضرت لاہور

فون: 042- 7671389

☆ حکیم محمد سلیم مرتضائی، مرتضائی دواخانہ، بالمقابل جامع مسجد اسلامیہ کالج،

سرگودھا روڈ۔ فیصل آباد۔ فون: 041- 763014

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العالمين و الصلوة و السلام على رسوله
سيدنا محمد و على آله و أصحابه أجمعين
اما بعد!

فقیر ابو یوسف محمد شریف برادران اسلام کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ
حدیث شریف میں آیا ہے:

”مَنْ حَفِظَ عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ أَمْرِ
دِينِهَا بَعَثَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي زُمْرَةِ الْفُقَهَاءِ
وَالْعُلَمَاءِ وَ فِي رِوَايَةٍ بَعَثَهُ اللَّهُ فَقِيهًا عَالِمًا وَ فِي
رِوَايَةٍ كُنْتُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَافِعًا وَ شَهِيدًا وَ فِي
رِوَايَةٍ قِيلَ لَهُ أُدْخِلْ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شِئْتَ“

”فرمایا رسول کریم ﷺ نے جو شخص میری امت سے چالیس حدیثیں جو کہ
دین کے بارے میں ہوں، یاد کرے، اللہ تعالیٰ اس کو فقہاء اور علماء کے زمرے میں
اٹھائے گا۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو فقیہ عالم مبعوث کرے گا۔ ایک
روایت میں ہے کہ میں اس کے لیے شافع و شہید ہوں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس
کو حکم ہوگا کہ جنت کے جس دروازے کے راستے سے چاہے داخل ہو۔“

(اربعین نوویہ)

میں نے اسی امید پر اربعین حنفیہ لکھی جس میں چالیس حدیثیں دربارہ نماز

لکھی گئیں۔ اور نماز کے متعلق اختلافی مسائل میں نہایت مبسوط بحث کی گئی ہے، اور حنفی مذہب کی تقویت دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے بیان کی گئی ہے جو بفضلہ تعالیٰ علماء کے طبقہ میں بہت مقبول ہوئی۔ فالحمد لله على ذلك۔

اب ارادہ ہے کہ چالیس حدیثیں صرف جناب رسول کریم ﷺ کے فضائل و کمالات میں نکھوں تاکہ فدایان رسول کریم ﷺ پر اپنے آقا کی عظمت و شان روشن ہو جائے اور مخالفین کو انکار کی گنجائش باقی نہ رہے۔

وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت و الیہ أنیب۔





حدیث: ۱

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَا سَيِّدُ
وُلْدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَأَوَّلُ
شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفِّعٍ.

(مسلم: ۵۸۹۳)

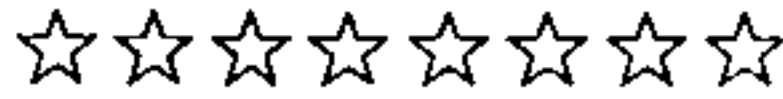
”جناب سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں اور سب سے پہلے میں قبر سے اٹھوں گا، اور سب سے پہلے میں شفاعت کراؤں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت منظور ہوگی۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ اہل سنت کا مذہب ہے کہ مسلمان آدمی فرشتوں سے افضل ہے اور حضور علیہ السلام تمام آدمیوں سے بلکہ تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے اوصاف جمیلہ میں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ آپ سب سے پہلے قبر سے اٹھیں گے اور سب سے پہلے شفاعت کرائیں گے (۱)۔ اور سب سے پہلے آپ کی شفاعت قبول ہوگی۔ پس اگر کوئی دوسرا محمد ﷺ جیسا پیدا ہو تو ضرور ہے کہ اس میں بھی یہ اولیت

۱۔ یہ اس لیے فرمایا کہ امت مطمئن ہو جائے اور یقین کر لے کہ کسی اور کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔ سب سے پہلے حضور علیہ السلام ہی شفاعت فرمائیں گے اور انہی کی شفاعت مقبول ہوگی۔ تو ان کو چھوڑ کر اور کسی کے پاس جانے کی ضرورت ہی کیا۔ ۱۲ منہ

پائی جائے، ورنہ وہ مثل محمد ﷺ نہ ہوگا۔ پھر اگر یہ اولیت اس میں بھی ہو تو لازم آتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو اپنے آپ کو اول شافع و اول مشفع کہا ہے (معاذ اللہ) جھوٹ ہے۔ کیونکہ ایک دوسرا بھی اول شافع ہے۔ فاللزام باطل و الملزوم مثله معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ کی مثل نہ پیدا ہو انہ آئندہ پیدا ہوگا اور نہ ہو سکتا ہے۔ اسی واسطے کسی بزرگ نے کہا ہے:

مثل النبی محمد ﷺ لا یمکن
من قال بالامکان فهو کافر



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

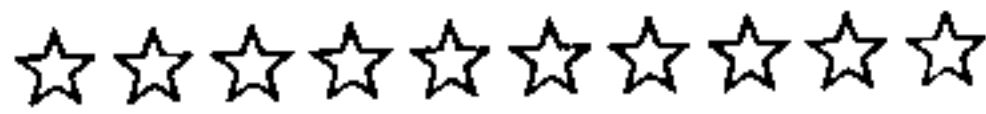
حدیث: ۲

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ قِصْرِ أَحْسَنَ بُيَانُهُ تُرْكُ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبْنَةٍ فَطَافَ بِهِ النَّظَارُ يَتَعَجَّبُونَ مَنْ حُسْنُ بُيَانِهِ إِلَّا مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبْنَةِ فَكُنْتُ أَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّبْنَةِ وَخَتَمَ بِي الْبُيَانُ وَخَتَمَ بِي الرُّسُلُ وَفِي رِوَايَةٍ فَأَنَا اللَّبْنَةُ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ. متفق عليه (بخاری: ۳۴۵۸، مسلم: ۵۹۱۶)

”ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری مثال اور انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بہت خوبصورت محل بنا ہے، اور اس میں سے ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی جائے، دیکھنے والے اسے دیکھیں اور اس اینٹ کی جگہ کو دیکھ کر تعجب کریں، میں نے اس اینٹ کی جگہ کو بند کیا، میرے ساتھ وہ عمارت ختم ہو گئی۔ میرے ساتھ رسول بھی ختم کیے گئے۔ ایک روایت ہے کہ میں وہ اینٹ ہوں اور میں ہوں نبیوں کو ختم کرنے والا، یعنی آخری نبی ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قصر نبوت کی ایک اینٹ باقی تھی جس کی سرور عالم ﷺ کے تشریف لانے سے تکمیل ہو گئی۔ اب آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہ آیا ہے، نہ آئندہ آئے گا۔ اس لیے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے بعد نبی بننے والا جھوٹا ہے اور اس حدیث کے خلاف ہے۔ کیونکہ جب قصر نبوت میں ایک ہی اینٹ کی جگہ تھی جو حضور علیہ السلام نے پر کر دی تو دوسرا نبی کیسے آ سکتا ہے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سرور عالم ﷺ کی مثل کوئی پیدا نہیں ہو سکتا کیونکہ خاتم النبیین بھی حضور کی ایک صفت ہے، تو اگر کوئی دوسرا بھی حضور علیہ السلام جیسا ہو تو ضروری ہے کہ وہ خاتم النبیین ہو، پھر اگر وہی خاتم النبیین ہو تو لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو محمد ﷺ کو خاتم النبیین کہا ہے اور خود سرور عالم ﷺ نے اپنے آپ کو خاتم النبیین فرمایا ہے، جھوٹ ہے، اور جھوٹ اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ لہذا رسول کریم ﷺ کی مثل پیدا ہونا بھی محال ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۳

ام عظیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے:
قَالَتْ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ: يُبَايِعُكَ عَلَى
أَنْ لَا يُشْرِكَنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَعَصِيَنَّكَ فِي مَعْرُوفٍ
قَالَتْ كَانَ مِنْهُ النِّيَاحَةُ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا
آلَ فُلَانٍ فَإِنَّهُمْ كَانُوا أَسْعِدُونِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَلَا بُدَّ
بِي مِنْ أَنْ أَسْعِدَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَّا آلَ
فُلَانٍ.

(مسلم: ۲۱۱۹)

”ام عظیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

جب یہ آیت نازل ہوئی يُبَايِعُكَ عَلَى أَنْ لَا يُشْرِكَنَ
الآيَةُ کہ اے نبی جب عورتیں آپ کے پاس بیعت کے لیے
آئیں کہ نہ شرک کریں گی اور کسی حکم شرعی کی بے فرمانی نہیں
کریں گی۔ کہا اس نے کہ نیاحت یعنی نوحہ کرنا اسی میں تھا یعنی
شرعی حکم کی نافرمانی تھی۔ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! مگر
فلاں آل یعنی فلاں آل کو مستثنیٰ فرمائیں کہ انہوں نے جاہلیت

میں میری موافقت کی تھی، تو مجھے ضروری ہے کہ میں بھی ان سے موافقت کروں۔ تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **إلا آل فلان۔ مگر فلاں آل اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔**

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سرور عالم ﷺ کو اختیار حاصل تھا کہ جس کو آپ چاہیں عموم حکم سے خاص کر لیں۔ بین کرنا مطلقاً ممنوع ہے لیکن ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آپ نے رخصت دی اور وہ بھی آل فلاں کے لیے جس سے معلوم ہوا کہ ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا باقی سب کو بین کرنا حلال نہیں۔ اور ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی بجز آل فلاں کسی دوسری آل کے لیے جائز نہیں۔

امام نووی شارح مسلم اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

و للشارع أن يختص من العموم ما شاء

کہ شارع علیہ السلام جو چاہیں عموم سے خاص کر سکتے ہیں۔

سبحان اللہ! کیسا اختیار ہے۔ عام حکم سے جس کو چاہیں یا جو چاہیں آپ خاص کر سکتے ہیں۔ کاش وہ لوگ جو حضور علیہ السلام کو بے اختیار سمجھتے ہیں تعصب کی عینک اتار کر اس حدیث میں نظر کرتے تو انہیں معلوم ہو جاتا کہ آنحضرت ﷺ کا کس قدر وسیع اختیار ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۴

براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:
قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ إِنَّ أَوَّلَ مَا نُبْدَأُ بِهِ فِي يَوْمِنَا هَذَا أَنْ نُصَلِّيَ ثُمَّ نَرْجِعَ فَنُحَرِّقَ، مَنْ فَعَلَهُ فَقَدْ أَصَابَ سُنَّتَنَا وَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ فَإِنَّمَا هُوَ لَحْمٌ قَدَّمَهُ لِأَهْلِهِ لَيْسَ مِنَ النَّسْكِ فِي شَيْءٍ فَقَامَ أَبُو بُرْدَةَ وَ قَدْ ذَبَحَ فَقَالَ إِنَّ عِنْدِي جَذْعَةً قَالَ اذْبَحْهَا وَ لَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ. (بخاری: ۵۴۱۸)

”فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ اس دن (عید الاضحیٰ کے دن) سب سے پہلے ہم نماز پڑھیں گے، پھر قربانی کریں گے، جس نے ایسا کیا اس نے ہماری سنت پر عمل کیا اور جس نے نماز سے پہلے ذبح کیا وہ گوشت ہے جو اس نے اہل کے لیے آگے بھیجا۔ قربانی میں وہ نہیں ہے۔ تو ابو بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے جو نماز سے پہلے ذبح کر چکے تھے۔ عرض کی کہ میرے پاس ایک جذعہ (بچہ) ہے۔ آپ نے فرمایا تو اسے ذبح کر اور تیرے بعد کسی کو جذعہ کا قربانی کرنا کافی نہیں ہوگا۔“

اس حدیث سے سرور عالم ﷺ کا اختیار ثابت ہوتا ہے کہ جذعہ کا قربانی کرنا بجز ابو بردہ کے کسی کو جائز نہیں قرار دیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کا بڑا وسیع اختیار ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۵

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:
قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ:
أَيُّهَا النَّاسُ! قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا،
فَقَالَ رَجُلٌ، أَكُلْ عَامٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَسَكَتَ حَتَّى
قَالَهَا ثَلَاثًا، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَوْ قُلْتُ نَعَمْ،
لَوْ جَبْتُ وَ لَمَّا اسْتَطَعْتُمْ ثُمَّ قَالَ ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ
فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَ
اِخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأَتُوا مِنْهُ
مَا اسْتَطَعْتُمْ وَ إِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوْهُ.

(مسلم: ۳۲۱۱)

کہا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ
”رسول کریم ﷺ نے ہمیں مخاطب کر کے فرمایا کہ اے لوگو!
تحقیق فرض کیا گیا تم پر حج۔ پس حج کرو۔
ایک آدمی نے عرض کی ہر سال یا رسول اللہ؟ (حج فرض ہے)
آپ خاموش رہے، یہاں تک کہ اس نے تین بار کہا۔ تو آپ
نے فرمایا:

اگر میں ہاں کہہ دیتا تو (ہر سال) حج واجب ہو جاتا اور تم اس کی طاقت نہ رکھتے۔

پھر فرمایا: چھوڑ دو مجھ کو جب تک میں تمہیں چھوڑوں۔ یعنی جب تک میں کسی شے کو جائز یا ناجائز نہ کہوں تم نہ پوچھو۔ کیونکہ تم سے پہلے لوگ کثرت سوال اور انبیاء پر اختلاف کے سبب ہلاک ہو گئے ہیں۔ جب تمہیں کسی شے کا حکم کروں تو بقدر استطاعت اس پر عمل کرو اور جب میں کسی شے سے منع کروں تو اسے چھوڑ دو۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سرور عالم ﷺ کا اتنا اختیار تھا کہ اگر فرما دیتے کہ ہاں ہر سال حج فرض ہے تو ہر سال حج فرض ہو جاتا مگر آپ کی شفقت ہے کہ ایسا نہیں فرمایا ورنہ ہمارے لیے بہت مشکل ہوتا۔ بلکہ ہمیں ایک اصول فرما دیا کہ جب تک میں امر و نہی نہ کروں تم مجھے چھوڑ دو۔

معلوم ہوا کہ جس چیز کا حضور علیہ السلام نے نہ حکم دیا ہو، نہ منع کیا ہو اس کے متعلق کوئی حکم نہ لگانا چاہیے، نہ اسے منع سمجھے، نہ فرض، واجب، سنت، مستحب۔ ہاں اگر کسی عام حکم کے ماتحت ہو تو اس کے مطابق حکم لگانا چاہیے۔

حافظ ابن حجر فتح الباری ص ۶۱۳ جز ۲۱ میں فرماتے ہیں:

استدل به على أن لا حكم قبل ورود الشرع و أن الأصل في الأشياء عدم الوجوب۔

کہ ورود شرع سے پہلے کوئی حکم نہیں یعنی جس امر میں شرع وارد نہیں اس پر کوئی حکم نہیں۔

امام نووی شرح صحیح مسلم ص ۴۳۲ جلد ۱ میں فرماتے ہیں:

قوله ﷺ ذروني ما تركتكم دليل على أن الأصل عدم

الوجوب و أنه لا حکم قبل ورود الشرع۔

پس جن امور کی ممانعت حدیثوں میں نہ ہو ان کو منع سمجھنا وہ کام کرنا ہے جو حضور سرور عالم ﷺ نے نہیں کیا۔ برادران اہل سنت کو جب کسی منکر سے پالا پڑے تو اس اصول کو یاد رکھیں۔ فرقہ باطلہ جس کام کو بدعت کہے تو جھٹ ان سے پوچھو کہ اس کی ممانعت دکھاؤ، اگر سرور عالم ﷺ نے منع نہیں کیا تو تم منع کرنے والے کون ہو؟

ایک لطیفہ

سیالکوٹ کے نواح میں ایک گاؤں میں مجھے لوگوں نے وعظ و نصیحت کے لیے بلایا۔ میں جب وہاں پہنچا تو ایک وہابی مولوی مع چند اشخاص کے آگیا، اور کہنے لگا کہ میں ایک مسئلہ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا وعظ کے بعد پوچھ لینا۔ اس نے کہا، مجھے پہلے ہی بتا دو تو کیا حرج ہے؟ میں نے کہا: اچھا پوچھو۔ کہنے لگا کہ جنازہ کے بعد دعا مانگنا رسول کریم ﷺ سے ثابت ہے یا نہیں؟

میں نے کہا: یہ سوال آپ اس وقت کر سکتے ہیں جب ہم جنازہ کے بعد دعا مانگنا سنت کہیں۔ آپ جائز یا ناجائز کا سوال کریں۔

کہنے لگا بس میں یہی پوچھنا چاہتا ہوں۔ میں نے اس وقت گھڑی میں ٹائم دیکھا، رات کے دس بجے تھے۔ میں نے کہا دس بجے رات کے کسی نے رسول کریم ﷺ سے کوئی مسئلہ پوچھا ہے اور آپ نے اس کا جواب دیا؟ اگر اس کا ثبوت ہے تو تم بھی پوچھو ورنہ چپ ہو رہو۔ وہ کام نہ کرو جو رسول کریم ﷺ سے ثابت نہیں۔ کہنے لگا مسئلہ پوچھنا تو ہر وقت جائز ہے۔ میں نے کہا: اسی طرح مردہ کے لیے دعا مانگنا بھی ہر وقت جائز ہے، اس میں کیا ممانعت ہے؟ پھر وہ مبہوت ہو گیا۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۶

عَنِ قَتَادَةَ عَنْ نَضْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْهُمْ
أَنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَاسْأَلَهُ عَلَى أَنَّهُ لَا يُصَلِّي إِلَّا صَلَاتَيْنِ
فَقَبِلَ ذَلِكَ مِنْهُ.

(مسند امام احمد جلد خامس ص ۲۵)

”یعنی ایک آدمی رسول کریم ﷺ کی خدمت میں آیا۔ آکر اس شرط پر
مسلمان ہوا کہ وہ نہ پڑھے گا مگر دو نمازیں، تو رسول کریم ﷺ نے اس
کی یہ شرط قبول کر لی اور اسے مسلمان کیا۔“

دیکھو قرآن کریم میں پانچ نمازیں آئی ہیں۔ حدیثوں میں بھی پانچ ہیں بلکہ
جمعہ کے دن نماز جمعہ بھی ہے، مگر رسول کریم ﷺ اس شخص کے لیے صرف دو نمازیں ہی
منظور فرماتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ مختار تھے اور آپ کا نہایت وسیع اختیار
تھا اگرچہ سب لوگوں کے لیے پانچ نمازیں ادا کرنا لازم ہیں مگر اس شخص کے لیے دو کا
پڑھنا ہی منظور فرمایا۔ (فداہ ابی و امی)

☆☆☆☆☆☆☆☆

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۷

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ فُضَالَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ عَلَّمَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَكَانَ فِيمَا عَلَّمَنِي وَحَافِظُ عَلَي الصَّلَوَاتِ الْخَمُسِ، قَالَ قُلْتُ: إِنَّ هَذِهِ سَاعَاتُ لِي فِيهَا أَشْغَالٌ فَمُرْنِي بِأَمْرٍ جَامِعٍ إِذَا أَنَا فَعَلْتُهُ أَجُزَّءَ عَنِّي فَقَالَ حَافِظُ عَلَي الْعَصْرَيْنِ وَمَا كَانَتْ مِنْ لُغْنَةٍ فَقُلْتُ وَمَا الْعَصْرَانِ؟ فَقَالَ صَلَاةٌ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَ صَلَاةٌ قَبْلَ غُرُوبِهَا.

(ابوداؤد: ۴۲۷)

فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول کریم ﷺ نے سکھایا اور جو کچھ آپ نے مجھے سکھایا (اس میں سے یہ ہے کہ) تم پانچوں نمازوں کی پابندی کرو۔ میں نے عرض کی کہ میرے لیے یہ مصروف اوقات ہیں، یعنی بسبب کاروباری مشغولی ان اوقات میں جو نمازوں کے ہیں میں پابندی نہیں کر سکتا۔ مجھے کوئی ایسا جامع امر فرمادیجیے کہ جب میں اسے کروں تو مجھے کفایت کرے۔ تو آپ نے فرمایا:

کہ عصرین کی پابندی کر (یعنی نماز فجر وعصر کی ہی محافظت کر)
اور یہ لفظ عصرین میری لغت کا نہ تھا۔ اس لیے میں نے پوچھا:
کہ یا رسول اللہ! عصرین سے کیا مراد ہے؟ تو آپ نے فرمایا:
ایک نماز سورج نکلنے سے پہلے کی (یعنی فجر) اور ایک سورج
غروب ہونے سے پہلے کی (یعنی عصر)۔“

اس کو ابوداؤد نے روایت کیا۔

دیکھو قرآن کریم میں سب نمازوں کی حفاظت کا ذکر آیا ہے اور حضور علیہ
السلام نے بھی پانچوں نمازوں کی حفاظت کا امر فرمایا۔ مگر فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
عذر کرنے پر صرف فجر وعصر کی محافظت کا حکم دیا۔ نہ باقی نمازوں کا۔
معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ مختار تھے۔ جو حکم فرماتے تھے وہی شرع بن جاتا
اور جس کو چاہتے اس حکم سے مخصوص فرما لیتے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۸

عَنْ عَمَّارِ بْنِ خُزَيْمَةَ أَنَّ عَمَّهُ حَدَّثَتْهُ وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ابْتَعَ فَرَسًا مِنْ أَعْرَابِيٍّ فَسَتَبَعَهُ النَّبِيُّ ﷺ لِيَقْضِيَهُ ثَمَنَ فَرَسِهِ فَأَسْرَعَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَشْيِ وَأَبْطَأَ الْأَعْرَابِيُّ فَطَفِقَ رِجَالٌ يَعْطِرُضُونَ الْأَعْرَابِيَّ فَيُساوِمُونَهُ بِالْفَرَسِ وَلَا يَشْعُرُونَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ ابْتَعَهُ فَنَادَى الْأَعْرَابِيُّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ إِنْ كُنْتَ مُبْتَاعًا هَذَا الْفَرَسِ وَالْأَبْعَثُ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ حِينَ سَمِعَ نِدَاءَ الْأَعْرَابِيِّ فَقَالَ أَوَلَيْسَ قَدْ ابْتَعْتَهُ مِنْكَ قَالَ الْأَعْرَابِيُّ لَا وَاللَّهِ مَا بَعْتُكَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ بَلَى قَدْ ابْتَعْتَهُ مِنْكَ فَطَفِقَ الْأَعْرَابِيُّ يَقُولُ هَلَمْ شَهِدًا فَقَالَ خُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ أَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَايَعْتَهُ فَأَقْبَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى خُزَيْمَةَ فَقَالَ لِمَ تَشْهَدُ فَقَالَ بِتَصَدِيقِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَجَعَلَ النَّبِيُّ ﷺ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ.

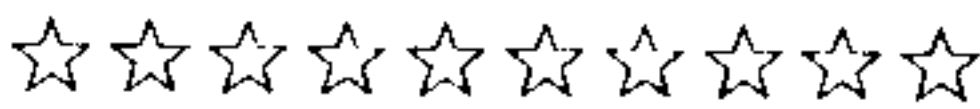
(ابوداؤد: ۳۶۰۸)

”عمارہ بن خزیمہ سے روایت ہے کہ اس کے چچا نے جو صحابی تھا، حدیث بیان کی کہ رسول کریم ﷺ نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا اور فرمایا کہ میرے ساتھ چلو۔ تاکہ میں قیمت ادا کر دوں۔ حضور علیہ السلام نے رفتار میں جلدی کی اور اعرابی نے دیر کی تو کچھ آدمی اس اعرابی کے ساتھ گھوڑے کا سودا کرنے لگے۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ گھوڑا رسول کریم ﷺ نے خریدا کیا ہوا ہے یہاں تک کہ بعض نے تو حضور علیہ السلام کی قیمت سے زیادہ قیمت بتائی، تو اعرابی نے رسول کریم ﷺ کو آواز دی کہ اگر آپ اس گھوڑے کو خرید کرنا چاہیں تو خرید لیں ورنہ میں اسے بیچتا ہوں۔ حضور علیہ السلام یہ آواز سن کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا: کیا میں تجھ سے یہ گھوڑا خرید نہیں چکا؟ اس نے کہا کہ نہیں خدا کی قسم میں نے تو بیچا ہی نہیں۔ سرور عالم ﷺ نے فرمایا۔۔۔ ہاں! میں نے تجھ سے خریدا کیا ہے۔ اعرابی نے کہا: کوئی گواہ پیش کرو کہ کس کے سامنے میں نے فروخت کیا ہے، اور آپ نے خریدا کیا ہے، پھر جو مسلمان آتا، اس اعرابی پر افسوس کرتا کہ رسول کریم ﷺ بجز حق کے نہیں فرماتے۔ تو حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے اس گھوڑے کو رسول اللہ ﷺ کے پاس فروخت کیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا تو کس طرح گواہی دیتا ہے، حالانکہ تو اس وقت موجود نہ تھا۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں آسمان کی خبروں میں آپ کو سچا مانتا ہوں تو کیا اس بات میں سچا نہ مانوں۔ تو رسول کریم ﷺ نے خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کو بچائے دو گواہوں کے ٹھہرایا۔“

یعنی ہر امر کے ثبوت کے لیے دو گواہوں کی ضرورت ہے اور یہی قرآن شریف کا حکم ہے، مگر حضور علیہ السلام نے خزیمہ اکیلے کی شہادت کو دو کے برابر کیا۔ جہاں خزیمہ گواہ ہوں وہاں دوسرے گواہ کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ ابن ابی شیبہ نے لیث بن سعد سے روایت کیا کہ سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قرآن شریف کو جمع کیا اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے لکھا۔ لوگ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس آیت لے کر آتے، جب تک دو عادل گواہ اس آیت کی گواہی نہ دیتے وہ نہ لکھتے، اور سورۃ برآۃ کی آخری آیت حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس ملی تو زید نے فرمایا: اس کو لکھ لو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خزیمہ اکیلے کی شہادت کو دو گواہوں کے برابر رکھا۔ پھر وہ آیت لکھ لی۔“

(عون المعبود: ۳۴۱)

اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا وسیع اختیار تھا۔
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۹

مشکوٰۃ شریف کے ص ۲۷۳ میں حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿تَرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمْ وَتَتَوَي إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ﴾

(الحزاب ۵۱)

کہ ڈھیل دے تو ان میں سے جس کو چاہے اور جسے چاہے اپنے پاس جلد دے۔

تو میں نے کہا:

مَا أَرَى رَبُّكَ إِلَّا يُسَارِعُ فِي هَوَاكَ. (احمد ۲۵۸۵۲)

میں نہیں دیکھتی آپ کے رب کو (یا رسول اللہ) مگر وہ جلدی کرتا

ہے آپ کی خواہش (کے پورا کرنے) میں۔

اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

اس حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سرور عالم ﷺ کے

سامنے آپ کی ایسی تعریف کی کہ اگر آج ہم ایسا کہیں تو کفر و شرک کے فتوے لگ

جائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ یا رسول اللہ! آپ کی خواہش

کے پورا کرنے میں اللہ تعالیٰ جلد کرتا ہے۔ یعنی بلا تاخیر آپ کی خواہش پوری کرتا ہے

اور آپ کی رضا چاہتا ہے۔

اسی طرح دوسری حدیث میں آیا ہے:

جب حضور علیہ السلام نے اپنے چچا کے لیے دعاء صحت فرمائی اور وہ اچھا ہو گیا تو اس نے کہا: ان ربك ليطيعك

کہ (یا رسول اللہ!) آپ کا رب تو آپ کے کہنے پر چلتا ہے، آپ کی اطاعت کرتا ہے، حضور علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ ایسا نہ کہو بلکہ فرمایا کہ چچا! اگر تو بھی مسلمان ہو جائے تو خدا تیرے کہنے پر بھی چلے گا۔

سبحان اللہ! کیا ہی شان ہے رسول کریم ﷺ کی، جو ان کا سچا فرماں بردار ہو جائے خدا تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے، اور جو مانگتا ہے اسے ملتا ہے۔
اسی طرح مسلم کی حدیث میں آیا ہے:

رب أشعث مدفوع الأبواب لو أقسم على الله لأبره
”کہ بہت پراگندہ بالوں والے جن کو دروازوں سے دھکیل دیا جاتا ہے اگر اللہ تعالیٰ پر کسی بات کی قسم کھالیں (کہ اللہ تعالیٰ ایسا کرے گا) تو اللہ تعالیٰ ویسا ہی کرتا ہے۔“
بخاری شریف میں قرب نوافل کی حدیث میں آیا ہے:

و ان سألني لأعطينه

”اگر وہ بندہ مجھ سے مانگے تو میں اسے ضرور دیتا ہوں۔“

پس ایسے لوگوں کے پاس اپنی حاجتیں لے جانا چاہئیں تا کہ وہ تمہاری حاجت کے لیے خدا سے دعا مانگیں، اور خدا اپنے وعدے کے مطابق ان کے سوال کو ہرگز رد نہ کرے گا اور تمہاری حاجت پوری ہو جائے گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

86206

~~86206~~

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۱۰

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ ذئبٌ إِلَى رَاعِي الْغَنَمِ
فَأَخَذَ شَاةً، فَطَلَبَهُ الرَّاعِي حَتَّى انْتَرَعَهَا مِنْهُ، قَالَ: فَصَعِدَ
الذَّئْبُ عَلَى تَلٍّ فَأَقْعَى وَاسْتَدْفَرَ فَقَالَ عَمِدْتُ إِلَى رِزْقِ
رَزَقْنِيهِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ انْتَرَعْتَهُ مِنْهُ، قَالَ الرَّجُلُ: تَاللَّهِ إِنْ
رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ ذئبًا يَتَكَلَّمُ قَالَ الذَّئْبُ: أُعْجِبُ مِنْ هَذَا
رَجُلٍ فِي النَّخِلَاتِ بَيْنَ الْحَرَّتَيْنِ يُخْبِرُكُمْ بِمَا مَضَى وَ مَا
هُوَ كَائِنٌ بَعْدَكُمْ، قَالَ فَكَانَ الرَّجُلُ يَهُودِيًّا، فَجَاءَ إِلَى
النَّبِيِّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَصَدَّقَهُ النَّبِيُّ ﷺ.

(مسند امام احمد: ۸۰۲۰)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ایک بھیڑیا ایک بکریاں چرانے والے کے ریوڑ میں آیا اور ایک
بکری لے گیا۔ چرواہے نے اس کا تعاقب کیا اور بکری
چھڑالی۔ تو بھیڑیا ایک نیلے پر چڑھ کر کہنے لگا۔۔۔ کہ اللہ تعالیٰ
نے مجھے رزق دیا ہے اور میں نے لیا اور تو نے مجھ سے چھڑالیا،
وہ راغی بولا کہ میں نے بھیڑیا کلام کرتے نہیں دیکھا جیسے آج

دیکھا ہے تو بھیڑیا کہنے لگا کہ اس سے زیادہ تعجب تو یہ ہے کہ
ایک آدمی مدینہ شریف میں تمہیں خبر دیتا ہے جو کچھ گزر چکا ہے
اور جو کچھ تمہارے بعد ہونے والا ہے اور تم اس پر ایمان نہیں
لاتے۔

ابو ہریرہ کہتے ہیں:

وہ شخص یہودی تھا۔ اس نے آکر رسول کریم ﷺ کو خبر دی اور
مسلمان ہو گیا۔ رسول کریم ﷺ نے اس کی تصدیق کی۔
اس حدیث کو امام احمد اور ابو نعیم نے بسند صحیح روایت کیا۔

(حجۃ اللہ علی العالمین: ۱۶۳)

پس اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حیوانات بھی رسول کریم ﷺ کو عالم ماکان
و یوں جانتے تھے لیکن آج کل کے انسانوں کو اس کے ماننے میں تاثر ہے۔۔۔۔۔
۔۔۔ واللہ الہادی۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۱۱

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول کریم ﷺ نے:

وَاللَّهُ مَا يَخْفَىٰ عَلَىٰ رُكُوعِكُمْ وَلَا خُشُوعُكُمْ وَ

إِنِّي لَأَرَاكُمْ وَرَاءَ ظَهْرِي. (بخاری: ۸۳۲۱)

”خدا کی قسم مجھ پر تمہارا رکوع اور خشوع پوشیدہ نہیں۔ میں پیٹھ

کے پیچھے سے بھی تم کو دیکھتا ہوں۔“

یہ معجزہ ہے رسول کریم ﷺ کا کہ آپ آگے پیچھے یکساں دیکھتے تھے، اور ظاہر

ہے کہ خشوع فعل قلب ہے، معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام سے لوگوں کے دلوں کی

حالت بھی پوشیدہ نہ تھی۔ (اللهم صل علی سیدنا محمد)

ہاں! یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ حکم مقتدیوں کو فرمایا، نہ صرف پہلی صف

والوں کو۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کے اقتداء میں جتنی صفیں ہوتیں سب

کے رکوع خشوع کو آپ دیکھتے تھے۔ فلاح الحمد۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۱۲

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: هَلَكْتُ، فَقَالَ: مَا ذَاكَ؟ قَالَ وَقَعْتُ بِأَهْلِي فِي رَمَضَانَ، قَالَ: أَتَجِدُ رَقَبَةً؟ قَالَ: لَا، قَالَ هَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُومَ شَهْرَيْنِ مُتَابَعَيْنِ؟ قَالَ: تَسْتَطِيعُ أَنْ تَطْعَمَ سِتِينَ مِسْكِينًا، قَالَ: لَا، قَالَ مِنَ الْأَنْصَارِ بَعْرَقٌ وَالْعَرَقُ الْمَكْتَلُ فِيهِ تَمْرٌ، فَقَالَ: اذْهَبْ بِهَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ، قَالَ عَلَى أَحْوَجُ مِنَّا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لَبَتَيْهَا أَهْلَ بَيْتِ أَحْوَجُ مِنَّا، ثُمَّ قَالَ: اذْهَبْ فَأُطْعِمَهُ أَهْلَكَ.

(بخاری: ۲۵۵۰)

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں ہلاک ہو گیا کہ میں نے ماہ رمضان میں اپنی زوجہ سے جماع کیا۔ فرمایا غلام آزاد کر سکتا ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ دو مہینے کے روزے لگا تا رکھ سکتا ہے، اس نے عرض کی نہیں۔ فرمایا: ساٹھ

مساکین کو کھانا کھلا سکتا ہے۔ اس نے عرض کی کہ نہیں۔ اتنے
میں سرور عالم ﷺ کی خدمت میں خر مے لائے گئے۔ فرمایا: انہیں
خیرات کر دے۔ اس نے عرض کی کہ مدینہ بھر میں مجھ سے زیادہ
کوئی محتاج نہیں، تو حضور علیہ السلام یہ سن کر ہنسے یہاں تک کہ
دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور فرمایا: جا اپنے گھر والوں کو کھلا
دے۔

سبحان اللہ! یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی رحمت ہے، کہ سزا کو انعام سے بدل دیا۔
اس نے قصور کیا اور بجائے سزائے خرمالے کر آیا، اور کفارہ بھی ادا ہو گیا۔ بعض
روایات میں آیا ہے کہ یہ اسی کے لیے رخصت تھی۔ اگر آج کوئی ایسا کرے تو کفارہ
سے چارہ نہیں۔ (ابوداؤد عن الزہری)

ہر جرم پر کرم ، ہر خطا پر عطا
رحمت مصطفیٰ اور کیا چاہیے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۱۳

بخاری شریف میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ وَكَلَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِحِفْظِ زَكَاةِ رَمَضَانَ
فَاتَانِي أَتٍ فَجَعَلَ يَحْشُوا مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ وَقُلْتُ
لَا دَفْعَ لَكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَى
عِيَالٍ وَلِي حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ فَخَلَّيْتُ عَنْهُ وَأَصْبَحْتُ فَقَالَ
لِي النَّبِيُّ ﷺ يَا أَبَاهُ رِيرَةٌ مَا فَعَلَ أُسِيرُكَ الْبَارِحَةَ قُلْتُ يَا
رَسُولَ اللَّهِ شَكَأ حَاجَةٌ شَدِيدَةٌ وَعِيَالٌ فَرَحِمْتُهُ وَخَلَّيْتُ
سَبِيلَهُ قَالَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ
سَيَعُودُ فَرَصَدْتُهُ فَجَاءَ يَحْشُوا مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ
لَا دَفْعَ لَكَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ دَعْنِي فَإِنِّي مُحْتَاجٌ وَعَلَى
عِيَالٍ لَا أَعُودُ فَرَحِمْتُهُ وَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ فَأَصْبَحْتُ
فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا فَعَلَ أُسِيرُكَ الْبَارِحَةَ؟ قُلْتُ يَا
رَسُولَ اللَّهِ! شَكَأ حَاجَةٌ وَعِيَالٌ فَرَحِمْتُهُ وَخَلَّيْتُ سَبِيلَهُ
قَالَ أَمَا إِنَّهُ قَدْ كَذَبَكَ وَسَيَعُودُ فَرَصَدْتُهُ الثَّلَاثَةَ فَجَاءَ
يَحْشُوا مِنَ الطَّعَامِ فَأَخَذْتُهُ فَقُلْتُ لَا دَفْعَ لَكَ إِلَى رَسُولِ
اللَّهِ ﷺ وَهَذَا آخِرُ ثَلَاثِ مَرَارٍ تَزْعُمُ أَنَّكَ لَا تَعُودُ ثُمَّ

تَعُوذُ فَقَالَ دَعْنِي أَعْلَمُكَ كَلِمَاتٍ يَنْفَعُكَ اللَّهُ بِهَا إِذَا
أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ فَاقْرَأْ آيَةَ الْكُرْسِيِّ حَتَّى تَخْتِمَهَا فَإِنَّهُ
لَنْ يَزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللَّهِ حَافِظٌ وَ لَا يَقْرُبُكَ شَيْطَانٌ
حَتَّى تَصْبَحَ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ أَمَّا إِنَّهُ قَدْ صَدَقَ وَ
هُوَ كَذُوبٌ تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلَاثِ يَأْأَبَاهُ رِيرَةً قُلْتُ
لَا قَالَ ذَلِكَ شَيْطَانٌ. (بخاری: ۲۲۷۵)

”ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر
کی محافظت کے لیے مقرر فرمایا، ایک آنے والا آیا۔ اس نے
صدقہ لینا شروع کیا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ میں تجھے
رسول کریم ﷺ کی خدمت میں لے جاؤں گا۔ وہ کہنے لگا کہ میں
محتاج، صاحب عیال ہوں اور مجھے سخت حاجت ہے (اس لیے
لیتا ہوں) تو میں نے اسے چھوڑ دیا، صبح کو رسول کریم ﷺ نے
فرمایا: ابو ہریرہ! آج رات کے آنے والے تیرے قیدی نے کیا
کیا؟ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! اس نے سخت حاجت اور
عیال داری بیان کی۔ مجھے رحم آیا تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ
نے فرمایا: اس نے تجھے جھوٹ کہا۔ وہ پھر آئے گا، مجھے یقین ہوا
کہ ضرور آئے گا۔ تو میں اس کے انتظار میں رہا۔ آخر آیا اور اسی
طرح صدقہ (طعام) سے مٹھی بھرا اٹھانے لگا، میں نے پکڑ لیا اور
کہا کہ تجھے حضور علیہ السلام کے پاس ضرور لے جاؤں گا۔ تو اس
نے کہا مجھے چھوڑ دے، میں محتاج عیال دار ہوں۔ اب پھر نہیں
آؤں گا۔ پھر مجھے رحم آیا۔ اور چھوڑ دیا۔ صبح کے وقت پھر سرور
عالم ﷺ نے پوچھا کہ رات کے آنے والے نے کیا کیا۔
میں نے عرض کی یا رسول اللہ! اس نے سخت حاجت و عیال داری

کی شکایت کی تو میں نے اس پر رحم کیا اور چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا اس نے جھوٹ بولا، وہ پھر آئے گا۔ میں پھر اس کے انتظار میں رہا تو وہ آیا اور صدقہ اٹھانے لگا۔ میں نے پھر پکڑ لیا اور کہا کہ اب ضرور تمہیں سرور عالم ﷺ کے پاس لے جاؤں گا۔ یہ تیسری بار ہے، تو کہتا ہے کہ پھر نہ آؤں گا اور پھر آ جاتا ہے۔ اس نے کہا مجھے چھوڑ دے، میں تجھے ایسے کلمات سکھاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھے ان کلمات کے سبب نفع دے گا۔ جب تو بستر پر سونے کے لیے آرام کرے تو آیۃ الکرسی پڑھ کر سو جا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ حفاظت میں رہے گا اور شیطان تیرے نزدیک نہ پھٹے گا یہاں تک کہ تو صبح کرے۔ میں نے یہ واقعہ جناب رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے فرمایا: اس نے سچ کہا ہے، حالانکہ وہ بڑا جھوٹا ہے۔ کیا تو جانتا ہے اے ابا ہریرہ! کہ تو تین دن اس شخص کے ساتھ مخاطب رہا ہے؟ میں نے عرض کی کہ نہیں جانتا۔ فرمایا: وہ شیطان تھا۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کل کی بات بھی جانتے تھے، ابو ہریرہ نے رات کے آنے والے کا ذکر نہیں کیا تھا۔ رسول کریم ﷺ نے اسے پہلے ہی پوچھا کہ رات کے آنے والے نے کیا کیا۔ پھر فرمایا کہ وہ پھر آئے گا۔ پھر تیسری بار بھی فرمایا کہ پھر آئے گا۔ اور اسی طرح ہی ہوا۔ پھر یہ بھی فرما دیا کہ وہ شیطان تھا۔ یہ ہے جناب رسول اللہ ﷺ کا علم۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بڑا جھوٹا بھی کبھی سچ بولتا ہے۔ محدثین نے اسی سے استدلال کیا ہے۔ ان الکذوب قد یصدق۔ معلوم ہوا کہ حدیث ضعیف میں احتمال ہے کہ ضعیف راوی نے سچ بولا ہو۔ اس لیے وہ مطلقاً متروک نہیں ہوتی، تاوقتیکہ کوئی صحیح حدیث اس کے معارض نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ فضائل اعمال میں حدیث ضعیف مقبول ہوتی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۱۴

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَمَّا اعْتَرَفَ آدَمُ
الْخَطِيئَةَ قَالَ يَا رَبِّ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ
لِمَا غَفَرْتَ لِي فَقَالَ اللَّهُ يَا آدَمُ وَ كَيْفَ
عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَ لَمْ أَخْلُقْهُ، قَالَ: لِأَنَّكَ
يَا رَبِّ لَمَّا خَلَقْتَنِي بِيَدِكَ وَ نَفَخْتَ فِيَّ
مِنْ رُوحِكَ رَفَعْتَ رَأْسِي فَرَأَيْتُ عَلَى
قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوبًا "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ" فَعَلِمْتُ أَنَّكَ لَمْ
تُضِفْ إِلَى اسْمِكَ إِلَّا أَحَبَّ الْخَلْقِ
إِلَيْكَ، فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى صَدَقْتَ يَا آدَمُ! إِنَّهُ
لَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ وَ إِذَا سَأَلْتَنِي بِحَقِّهِ قَدْ
غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْ لَا مُحَمَّدٌ لَمَّا خَلَقْتُكَ.

(رواه البيهقي في الدلائل و الحاكم: (٤٢٧٨) و صحيحه)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔۔۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب آدم علیہ السلام سے اغزش ہوئی تو آپ نے دعا کی کہ یا اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے صدقہ سے مجھے بخش دے۔ (یعنی وہ خطا جس کے سبب میں جنت سے نکالا گیا۔۔۔ معاف فرما۔) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم! تو نے محمد ﷺ کو ایسے پچھانا حالانکہ میں نے اسے پیدا نہیں کیا؟ آدم علیہ السلام نے کہا کہ اے رب! جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور اپنا روت مجھ میں چھونکا، میں نے سراٹھایا تو دیکھا، عرش کے پایوں پر ”لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ لکھا ہوا تھا۔ میں نے معلوم کیا کہ جس شخص کے نام تو نے اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے یہ کوئی تیرے نزدیک سب خلقت سے زیادہ عزیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آدم! تو نے سچ کہا۔ وہ مجھے سب خلقت سے زیادہ پیارا ہے۔ اب تو نے ان کے صدقے میں دعا کی ہے، میں نے تجھے بخش دیا ہے۔ اے محمد ﷺ کو پیدا نہ کرنا ہوتا تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔“

اس کو نفی میں دلائل میں اور حاکم نے مستدرک میں روایت کیا۔ اور حاکم نے اس کو صحیح کہا، اور طبرانی نے معجم صغیر میں بھی اس کو روایت کیا ہے۔

اس حدیث سے سرور عالم ﷺ کی فضیلت کے علاوہ یہ بھی معلوم ہوا کہ دعا میں سیدہ پیش کرنا بالخصوص سرکارِ دو عالم ﷺ کا نہ صرف جائز ہے بلکہ باعث قبولیت دعا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۱۵

عَنْ مَالِكِ الدَّارِ وَ كَانَ خَازِنَ عُمَرَ قَالَ أَصَابَ
النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى
قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ! اسْتَسْقِ لَأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ
قَدْ هَلَكُوا فَأَتَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ آيَتِ عُمَرَ
فَاقْرَأْهُ السَّلَامَ وَ أَخْبِرْهُ أَنََّّهُمْ يَسْقُونَ وَ قُلْ لَهُ عَلَيْكَ
عَلَيْكَ الْكَيْسُ فَاتَى الرَّجُلُ عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَبَكَى عُمَرُ
قَالَ يَا رَبِّ! مَا أَلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ

(جامع الاحادیث والمراسل: ۲۸۴۹)

”مالک دار جو کہ حضرت عمرؓ کے خازن تھے، کہتے ہیں کہ
حضرت عمرؓ کے زمانے میں قحط پڑا تو ایک آدمی (یعنی بلال
بن حارث صحابیؓ) رسول کریمؐ کی قبر انور پر آئے اور عرض
کی کہ یا رسول اللہ! اپنی امت کے لیے پانی مانگیے وہ ہلاک ہوئی
جاتی ہے، تو رسول کریمؐ نے اس کو خواب میں فرمایا کہ عمر کے
پاس جاؤ، اور اسے سلام کہو اور اس کو خبر دو کہ مینہ برسے گا اور
اسے کہو کہ زیر کی کا التزام کرو۔ وہ شخص حضرت عمرؓ کے پاس

آیا اور انہیں خبر دی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ روئے اور کہا: اے پروردگار! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اس چیز میں کہ میں اس سے عاجز ہوں۔“

اس حدیث کو بیہقی نے طریق اعمش عن ابی صالح عن مالک الدار روایت کیا ہے۔ علامہ نبہانی نے شواہد الحق ص ۷۷ میں فرمایا کہ اس حدیث کو ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح روایت کیا ہے، اور تصریح کی ”قبر شریف پر آ کر عرض کرنے والا بلال بن حارث صحابی تھا (رضی اللہ عنہ)“

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ فتح الباری جزء ۴، ص ۵۴۳ میں اس حدیث کی سند کو بروایت ابن ابی شیبہ صحیح فرماتے ہیں اور یہ بھی تصریح کرتے ہیں کہ وہ قبر پر آنے والا اور خواب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھنے والا بلال بن حارث صحابی تھا۔ پس ایک صحابی کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر پر حاضر ہو کر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا کر کے عرض کرنا کہ یا رسول اللہ! امت کے لیے پانی مانگیے، دلیل ہے اس امر کے جواز پر اور دلیل ہے حضور علیہ السلام کے سن لینے پر اور دلیل ہے حضور علیہ السلام کے توسل سے حاجت کے پورا ہونے پر۔ صلی اللہ تعالیٰ علیک و سلم یا رسول اللہ!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۱۶

حَدَّثَنِي أَبُو زَيْدٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الْفَجْرَ
وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ وَصَلَّى
ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ
فَصَلَّى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ
فَأَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ فَأَعْلَمْنَا أَحْفَظْنَا. (مسلم ۷۲۱۲)

”ابوزید کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی۔
آپ منبر پر چڑھے اور ہمیں خطبہ دیا، یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہو
گیا، تو آپ اترے اور نماز ظہر پڑھی۔ پھر آپ منبر پر چڑھ گئے
اور خطبہ پڑھا یہاں تک کہ عصر ہو گئی۔ پھر اتر کر نماز پڑھی، پھر
منبر پر چڑھے اور خطبہ پڑھا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔
پس خبر دی ہم کو رسول خدا ﷺ نے ساتھ اس خبر کے جو ہو چکی ہے
اور جو آئندہ ہوگی۔ پس ہم میں سے زیادہ علم والا وہ شخص ہے جو
ہم میں سے زیادہ یاد رکھنے والا ہے۔“

اس کو مسلم نے روایت کیا۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام ما کان وما یکون (جو ہو چکا اور جو ہوگا) کے
عالم تھے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا، تم پہ کروروں درود

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۷۱

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ : لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى
الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُوصِيهِ وَ مَعَاذٌ رَاكِبٌ وَ
رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْشِي تَحْتَ رَاحِلَتِهِ، فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ يَا
مَعَاذُ! إِنَّكَ عَسَى أَنْ لَا تَلْقَانِي بَعْدَ عَامِي هَذَا وَ لَعَلَّكَ
أَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِي هَذَا وَ قَبْرِي فَبِكِي مَعَاذُ جَشَعًا لِفِرَاقِ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ التَفَتَ فَأَقْبَلَ بِوَجْهِهِ نَحْوَ الْمَدِينَةِ فَقَالَ
إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِي الْمُتَّقُونَ مَنْ كَانُوا وَ حَيْثُ كَانُوا.

رواہ احمد (مسند امام احمد: ۲۱۶۷۵، مشکوٰۃ شریف: ۴۲۰)

”معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول کریم ﷺ نے
انہیں یمن کی طرف بھیجا تو حضور علیہ السلام ان کے ساتھ وصیت
فرماتے ہوئے نکلے۔ معاذؓ سوار تھے اور حضور علیہ السلام ان
کی سواری کے نیچے پیادہ چلتے تھے۔ جب آپ فارغ ہوئے۔ (یعنی
وصیت سے) تو فرمایا: اے معاذ! قریب ہے کہ تو نہ ملے گا
مجھے میرے اس سال کے بعد اور شاید تو میری مسجد اور میری قبر
پر گزرے۔ یہ سن کر حضرت معاذؓ حضور علیہ السلام کے فراق
کے غم سے رونے لگے تو آپ نے ادھر سے التفات کر کے مدینہ
طیبہ کی طرف منہ کیا اور فرمایا کہ میرے بہت قریب اور متصل وہ

لوگ ہیں جو متقی ہیں، کوئی بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں۔“

اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا۔

اس حدیث سے رسول کریم ﷺ کا انکسار اور تواضع معلوم ہوا کہ آپ معاذ ﷺ کے ساتھ پیادہ چل رہے تھے اور معاذ سوار تھے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو اپنے وصال شریف کا علم تھا۔ اسی واسطے معاذ ﷺ کو فرمایا کہ شاید تو مجھے نہ ملے اور تو میری قبر پر آئے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو حضرت معاذ ﷺ کی زندگی کا بھی علم تھا کہ فرمایا کہ شاید تو میری مسجد اور میری قبر پر گزرے۔ یعنی میرے وصال کے بعد تو زندہ رہے گا اور میری قبر پر آئے گا۔ چنانچہ جیسے آپ نے فرمایا، ویسا ہی ہوا۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت معاذ ﷺ حضور علیہ السلام کے فراق میں رونے لگے۔ اس لیے کہ ان کو حضور علیہ السلام کی جدائی کا یقین ہو گیا۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ متقی لوگ حضور علیہ السلام کے پاس ہی ہیں۔۔ اگرچہ صورتاً پاس نہ ہوں۔۔

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی بھی ہو اور کہیں بھی ہو، شام میں ہو یا روم میں، پنجاب میں ہو یا ہندوستان میں۔۔ جہاں بھی ہو۔۔ حضور علیہ السلام اس کے پاس ہی ہیں، بشرطیکہ وہ متقی ہو۔ حضور علیہ السلام نے حضرت معاذ کو تسلی دی کہ رونے کی ضرورت نہیں، تقویٰ اختیار کرو۔ پھر جہاں رہو میرے پاس ہی ہو۔

اللهم صل وسلم وبارك على سيدنا محمد



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۱۸

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب حجۃ اللہ علی

العالمین کے ص ۱۳ پر لکھتے ہیں:

رَوَى الطَّبْرَانِيُّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ أَكْثَرُوا الصَّلَاةَ عَلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ يَوْمٌ مَشْهُودٌ
تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ لَيْسَ مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي عَلَى إِلَّا بَلَغَنِي
صَوْتُهُ حَيْثُ كَانَ، قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِكَ؟ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِي،
إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ
الْأَنْبِيَاءِ. (جامع الاحاديث والمرايل: ٣٨٦٤)

”جناب رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو۔ کیونکہ جمعہ کا دن مشہود ہے، یعنی اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور کوئی بندہ نہیں جو مجھ پر درود بھیجے مگر مجھے اس کی آواز پہنچتی ہے جہاں بھی ہو۔ ہم نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ کی وفات کے بعد بھی؟ فرمایا: میری وفات کے بعد بھی۔“ بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا ہے کہ وہ انبیاء کے جسم کو کھائے۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ درود شریف پڑھنے والا جہاں درود پڑھے حضور علیہ السلام کی خدمت میں اس کی آواز پہنچتی ہے۔۔۔۔۔ واللہ الحمد۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۱۹

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ... الحديث

(احمد: ۲۱۱۳۳ والترذی: ۲۳۴۹ وابن ماجہ: ۴۲۸۱)

ابوذر کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور سنتا ہوں جو کہ تم نہیں سنتے ۔۔۔۔۔۔ آخر حدیث تک

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کا سننا ہماری طرح نہ تھا بلکہ آپ وہ سب کچھ دیکھتے ہیں جسے ہم نہیں دیکھتے اور وہ سنتے ہیں جسے ہم نہیں سنتے۔ ہم دور کی آواز نہیں سنتے، حضور علیہ السلام سنتے ہیں۔ ہم پردہ میں کوئی چیز نہیں دیکھتے حضور دیکھتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی بشریت ہماری بشریت کی طرح نہیں ہے۔ اب جو لوگ حضور علیہ السلام کو اپنے جیسا سمجھ کر حضور علیہ السلام کی سمع و بصر کا انکار کرتے ہیں، وہ اس حدیث پر غور کریں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۲۰

مواہب لدنیہ جلد اول ص ۹ اور حجتہ اللہ علی العالمین ص ۲۸ میں بحوالہ

عبدالرزاق جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے:

قَالَ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَبْأَبِي أَنْتَ وَ أُمِّي
أَخْبَرْنِي عَنْ أَوَّلِ شَيْءٍ خَلَقَهُ اللَّهُ تَعَالَى قَبْلَ الْأَشْيَاءِ؟ قَالَ
: يَا جَابِرُ، إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى خَلَقَ قَبْلَ الْأَشْيَاءِ نُورَ نَبِيِّكَ مِنْ
نُورِهِ فَجَعَلَ ذَلِكَ النُّورَ يَدُورُ بِالْقُدْرَةِ حَيْثُ شَاءَ اللَّهُ
تَعَالَى وَلَمْ يَكُنْ فِي ذَلِكَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَ لَا قَلَمٌ وَ لَا نَارٌ
وَ لَا مَلَكٌ وَ لَا سَمَاءٌ وَ لَا أَرْضٌ وَ لَا شَمْسٌ وَ لَا قَمَرٌ
وَ لَا جَنٌّ وَ لَا إِنْسٌ الحديث

”کہا جابر نے میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میرے ماں باپ
آپ پر فدا ہوں، اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے کس چیز کو
پیدا کیا؟ مجھے اس کی خبر دیں۔

آپ نے فرمایا اے جابر! اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے
تیسے نبی (ﷺ) کا ذرا اپنے نور سے پیدا کیا، پھر وہ نور جہاں

اللہ تعالیٰ نے چاہا قدرت سے پھرتا رہا، اور اس وقت نہ لوح تھی
نہ قلم، نہ جنت نہ دوزخ، نہ فرشتہ تھا نہ آسمان، نہ زمین نہ سورج نہ
چاند، نہ جن نہ انسان۔۔۔ آخر حدیث تک۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے رسول کریم ﷺ کا نور پیدا ہوا،
پھر سارا جہاں۔ اور یہ جو فرمایا ہے اپنے نور سے، یہ اضافت تشریفی ہے، اس کا
مطلب یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے معاذ اللہ اپنے نور سے ایک ٹکڑا کاٹ کر رسول کریم ﷺ
کو بنایا، کیونکہ اللہ تعالیٰ قدیم ہے، اس کا نور بھی قدیم۔ رسول کریم ﷺ حادث ہیں،
آپ کا نور بھی حادث ہے۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۲۱

مشکوٰۃ شریف ص ۶۴ میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول کریم ﷺ نے صبح کی نماز میں دیر کی، یہاں تک کہ قریب تھے ہم کہ سوچ نکل آتا، تو آپ جلدی نکلے اور آپ نے نماز میں تخفیف کی۔ نماز کے بعد آپ نے سب کو فرمایا کہ اپنی صفوں پر بیٹھے رہو، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

أَمَّا إِنِّي سَأُحَدِّثُكُمْ مَا حَبَسَنِي عَنْكُمْ الْغَدَاوَةُ إِنِّي قُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ فَتَوَضَّأْتُ وَصَلَّيْتُ مَا قُدِّرَ إِلَيَّ فَنَعَسْتُ فِي صَلَوَتِي حَتَّى اسْتَقَلْتُ فَإِذَا أَنَا بِرَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ، فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ! قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ، قَالَ فِيمَا يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ لَا أَدْرِي. قَالَهَا ثَلَاثًا، قَالَ فَرَأَيْتَهُ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَ عَرَفْتُ .

اور ایک اور روایت میں ہے:

فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ! قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّ، قَالَ فِيمَا يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ فِي الْكَفَّارَةِ.... الحدیث (احمد: ۲۱۷۳۲، ترمذی: ۳۳۵۷، مشکوٰۃ: ۱ (۷۳۸) ۲ (۶۰))

”کہ تم کو صبح نماز میں دیری کی وجہ بیان کرتا ہوں۔ میں نے رات کو قیام کیا، وضو کر کے جو مقدر تھا نماز پڑھی۔ پھر مجھے نماز میں اونگھ آگئی یہاں تک کہ میں بو جھل ہو گیا۔ ناگاہ مجھے پروردگار جل شانہ بہت اچھی صورت میں (بلا کیف) نظر آئے، اور فرمایا: اے محمد! (ﷺ) میں نے عرض کی، حاضر ہوں اے میرے رب! فرمایا: جماعت اعلیٰ کس امر میں جھگڑتی ہے؟ میں نے عرض کی، کہ میں نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ نے تین بار اسی طرح فرمایا۔ پھر حق سبحانہ تعالیٰ نے اپنا (بلا کیف) ہاتھ میرے کندھوں کے درمیان رکھا یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے میں اس مبارک ہاتھ کی ٹھنڈک محسوس کی، پھر میرے لیے ہر چیز ظاہر ہو گئی، اور میں بنے پہچان لیا۔

(ایک روایت میں ہے: کہ جو کچھ زمینوں اور آسمانوں میں تھا میں نے معلوم کر لیا) پھر فرمایا: اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) میں نے عرض کی کہ حاضر ہوں یا رب! فرمایا: کس چیز میں جھگڑتی ہے جماعت اعلیٰ۔ میں نے عرض کی کہ کفارات میں۔۔۔۔۔ آخر حدیث تک۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جناب رسول کریم ﷺ کو ہر چیز کا علم عطا ہوا۔ واللہ الحمد!

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعة اللمعات میں اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

”پس دانستم ہر چہ در آسمانہا و ہر چہ در زمین بود عبارتست از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آں۔“

”پس جان لیا میں نے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمین میں ہے، عبارت ہے تمام علوم جزوی و کلی کو حاصل کرنے اور اس کے احاطہ سے۔“

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۲۲

مواہب ص ۱۹۲ میں بحوالہ طبرانی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرمایا رسول خدا ﷺ نے:

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَ
إِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى
كَفِّي هَذِهِ. (جامع الاحادیث والمراسیل: ۵۴۰۳)

”بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے دنیا کو ظاہر فرمایا۔ پس میں دنیا

کی طرف اور جو کچھ اس میں ہونے والا ہے، قیامت تک اس

طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کی طرف۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول خدا ﷺ کی کائنات کے ذرہ ذرہ پر نظر

ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۲۳

جناب رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

حَيَاتِي خَيْرٌ لَّكُمْ وَ مَمَاتِي خَيْرٌ لَّكُمْ تُعَرِّضُ عَلَيَّ
أَعْمَالَكُمْ فَمَا كَانَ مِنْ حَسَنٍ حَمِدْتُ اللَّهَ عَلَيْهِ وَمَا كَانَ
مِنْ سَيِّئٍ اسْتَغْفَرْتُ اللَّهَ لَكُمْ. (جامع الاحادیث والمراسل: ۱۱۳۳۷)

”کہ میری زندگی تمہارے لیے بہتر ہے اور میری وفات بھی
تمہارے لیے بہتر ہے۔ تمہارے اعمال میرے اوپر پیش کیے
جاتے ہیں۔ پس جو اچھے ہوتے ہیں، میں اللہ کی حمد کرتا ہوں اور
جو برے ہوتے ہیں تو تمہارے لیے استغفار کرتا ہوں۔“

علامہ نبہانی نے حجۃ اللہ علی العالمین ص ۴۱۳ میں اس حدیث میں زیادہ کیا ہے کہ
حضرت عمرؓ نے پوچھا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، یہ کیسے ہے؟ تو
آپ نے فرمایا: میری زندگی تمہارے لیے اس لیے بہتر ہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے، تو میں
تمہیں حلال حرام کی خبر دیتا ہوں، اور میری موت اس لیے بہتر ہے کہ ہر جمعرات کو تمہارے
اعمال میرے اوپر پیش کیے جاتے ہیں، پس جو اچھے ہوتے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا
ہوں اور جو برے ہوتے ہیں میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام اس وقت بھی ہمارے حال سے بے خبر نہیں۔
ہمارے اچھے کام دیکھ کر آپ خوش ہوتے ہیں اور برے دیکھ کر ہمارے لیے بخشش مانگتے
ہیں۔ اس حدیث کو بزار نے سند جید سے روایت کیا ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۲۴

عَنْ جَابِرِ بْنِ سُمْرَةَ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي لَيْلَةٍ
أُضْحِيَّانَ فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَ عَلَيْهِ حُلَّةٌ
حُمْرَاءُ فَإِذَا هُوَ عِنْدِي أَحْسَنُ مِنَ الْقَمَرِ

رواه الترمذي (۲۸۸۹) و الدارمي

”جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول
کریم ﷺ کو چاندنی رات میں دیکھا۔ رسول کریم ﷺ پر سرخ
رنگ کا حلہ تھا۔ ناگاہ رسول کریم ﷺ میرے نزدیک چاند سے
بہت خوبصورت تھے۔“

اس کو ترمذی و دارمی نے روایت کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۲۵

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَفِي يَدَيْهِ كِتَابَانِ فَقَالَ أَتَدْرُونَ مَا هَذَانِ الْكِتَابَانِ؟ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ! إِلَّا أَنْ تُخْبِرَنَا فَقَالَ لِلَّذِي فِي يَدِهِ الْيُمْنَى هَذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ، فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أُجْمِلَ عَلَى آخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا، ثُمَّ قَالَ لِلَّذِي فِي شِمَالِهِ هَذَا كِتَابٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ فِيهِ أَسْمَاءُ أَهْلِ النَّارِ وَأَسْمَاءُ آبَائِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ أُجْمِلَ عَلَى آخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ أَبَدًا. الحديث

(ترمذی: ۲۱۶۴)

”عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نکلے اور آپ کے ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں، آپ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ کتابیں کیا ہیں؟ ہم نے عرض کی، یا رسول اللہ! ہم نہیں جانتے، بجز اس کے کہ آپ ہمیں خبر دیں، تو آپ نے اس کتاب کے متعلق فرمایا جو آپ کے داہنے ہاتھ میں تھی، کہ یہ کتاب ہے رب العالمین کی طرف سے، اس میں اہل جنت کے اور ان کے

باپوں کے اور ان کے قبائل کے نام مذکور ہیں۔ پھر اس کے اخیر میں کل جمع کی میزان لکھی گئی۔ اس میں سے نہ کم ہوگا نہ زیادہ کیا جائے گا۔ پھر فرمایا: بائیں ہاتھ والی کتاب کو یہ کتاب ہے رب العالمین کی طرف سے۔ اس میں دوزخیوں کے نام اور ان کے باپوں اور قبیلوں کے نام درج ہیں۔ پھر اخیر میں کل جمع ہے۔ اس میں نہ زیادہ ہوگا نہ کم۔۔۔ آخر حدیث تک۔“

اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جناب رسول کریم ﷺ کو ہر ایک جنتی اور دوزخی کا علم دیا گیا تھا۔ حضور علیہ السلام ہر ایک جنتی اور دوزخی اور اس کے باپ اور قبیلے کو جانتے ہیں۔ یہ دونوں کتابیں اسی لیے آپ کو دی گئیں کہ جنتی اور دوزخی کا علم ہو جائے۔

لطیفہ

کوٹلی لوہاراں میں ایک منکر علم غیب نے حضور علیہ السلام کے علم کے متعلق مجھ سے سوال کیا کہ کیا رسول کریم ﷺ کو میرا علم بھی ہے؟ کہ کوٹلی میں ایک فلاں نام کا آدمی ہوگا؟ میں نے کہا، ہاں! حضور علیہ السلام کو نہ صرف تیرا بلکہ تیرے باپ اور تیرے قبیلہ کا بھی علم ہے۔ اس نے کہا کہ کس حدیث میں یہ پتا درج ہے؟ میں نے مشکوٰۃ شریف سے یہی حدیث دکھائی اور کہا کہ دونوں کتابیں جو حضور علیہ السلام کے پاس تھیں، ان میں سے اگر داہنے ہاتھ والی میں تمہارا نام نہ ہوا تو بائیں ہاتھ والی میں ضرور ہوگا، وہ دونوں کتابیں لاؤ، میں نکال دوں گا، تو وہ مبہوت ہو کر رہ گیا۔

ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتح الباری ص ۱۸۷ جلد ۱۳ میں اس حدیث

کی سند کو حسن فرمایا۔ اور لکھا کہ یہ دونوں کتابیں صحابہ کو نظر آتی تھیں۔ واللہ اعلم

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۲۶

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ عَنْ جَبْرِئِلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَلَّبْتُ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَلَمْ أَجِدْ رَجُلًا أَفْضَلَ مِنْ مُحَمَّدٍ وَلَمْ أَرِ بَنِي أَبِي أَفْضَلَ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ.

قال ابن حجر لوائح الصحة ظاهرة .. أخرجه أبو نعيم و

الطبراني. (مجمع الزوائد: ۹۲۸۳۱)

”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ وہ رسول کریم ﷺ سے روایت کرتی ہیں، سرور عالم ﷺ جبریل علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہا جبریل نے، میں مشرق و مغرب پھرا۔ کسی شخص کو محمد ﷺ سے افضل نہیں پایا۔ اور کوئی قبیلہ بنی ہاشم سے افضل نہیں دیکھا۔“

اس کو ابو نعیم و طبرانی نے روایت کیا۔

ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے صحت کے آثار ظاہر ہیں۔

(حجۃ اللہ علی العالمین للنہانی ص ۲۹)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۲۷

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَلَسَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ
رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَنْتَظِرُونَهُ فَخَرَجَ حَتَّى دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ
يَتَذَاكَرُونَ، فَسَمِعَ حَدِيثَهُمْ، قَالَ بَعْضُهُمْ عَجَبًا إِنَّ اللَّهَ
اتَّخَذَ مِنْ خَلْقِهِ خَلِيلًا، اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا وَقَالَ آخَرُ
مَاذَا بَأْ عَجَبُ كَلَامِ مُوسَى كَلِمَةً تَكْلِيمًا وَقَالَ آخَرُ
فَعِيسَى كَلِمَةً اللَّهُ وَرُوحُهُ وَقَالَ آخَرُ آدَمُ اصْطَفَاهُ اللَّهُ
فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ وَسَلَّمْ وَقَالَ قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَ
عَجَبَكُمْ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلُ اللَّهِ وَهُوَ كَذَلِكَ وَ مُوسَى
نَجِيُّ اللَّهِ وَهُوَ كَذَلِكَ وَ عِيسَى رُوحُ اللَّهِ وَ كَلِمَتُهُ وَ
هُوَ كَذَلِكَ وَ آدَمُ اصْطَفَاهُ اللَّهُ وَهُوَ كَذَلِكَ، أَلَا وَ أَنَا
حَبِيبُ اللَّهِ وَ لَا فَخْرَ وَ أَنَا حَامِلُ لَوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
تَحْتَهُ آدَمُ وَ فَمَنْ دُونَهُ وَ لَا فَخْرَ وَ أَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَ أَوَّلُ
مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَ لَا فَخْرَ وَ أَنَا أَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حَلَقَ
الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللَّهُ ابْوَيْ فَيُدْخِلُنيهَا وَ مَعِيَ فَقَرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ وَ
لَا فَخْرَ وَ أَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِينَ وَ الْآخِرِينَ عَلَى اللَّهِ وَ لَا
فَخْرَ. (رواه الترمذی و الدارمی)

”ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ کے صحابہ کرام بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول کریم ﷺ نکلے، ان کے قریب ہو کر سنا، جو کہ مذاکرہ کر رہے تھے۔ بعض کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا، دوسرا کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام نے کلام کی، ایک کہتا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے کلمہ اور روح ہیں۔ دوسرے نے کہا آدم علیہ السلام کو اللہ نے چن لیا۔ حضور علیہ السلام ان تشریف فرما ہوئے اور فرمایا کہ میں نے تمہارے کلام کو سنا اور تمہارے تجسس کو بھی (دیکھا)۔ بے شک ابراہیم علیہ السلام اللہ کے خلیل ہیں اور موسیٰ نجی اللہ ہیں اور عیسیٰ اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور روح ہیں اور آدم کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا۔ آگاہ ہو جاؤ کہ میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور کوئی فخر نہیں۔ میں لواء الحمد کو قیامت کے دن اٹھانے والا ہوں اور آدم اور ماسویٰ اس کے سب میرے جھنڈے کے ماتحت ہوں گے اور اس میں کوئی فخر نہیں۔ میں سب سے پہلے جنت کے دروازے کو کھٹکھٹاؤں گا تو اللہ تعالیٰ میرے لیے کھول دے گا اور مجھے سب سے پہلے جنت میں داخل کر لے گا اور میرے ساتھ فقراء مومنین ہوں گے اور کوئی فخر نہیں (واقعی بات ہے) اور میں سب اولین و آخرین سے اکرم ہوں اور کوئی فخر نہیں۔“

اس کو ترمذی و دارمی نے روایت کیا۔





بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۲۸

رَوَى أَبُو دَاوُدَ عَنْ سَعْدِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ إِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي وَ شَفَعْتُ لِأُمَّتِي
فَأَعْطَانِي ثَلَاثَ أَمْتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا شُكْرًا لِلرَّبِّي ثُمَّ
رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثَلَاثَ أَمْتِي
فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِلرَّبِّي شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ
رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي الثَّلَاثَ الْآخِرُ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِلرَّبِّي.

(سنن ابی داؤد: ۶: ۲۷۷۷)

”سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا
اور اپنی امت کی سفارش کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے تیسرا حصہ امت
کا دیا، یعنی تیسرا حصہ بخش دینے کا فرمایا، تو میں اپنے رب کے
شکریے میں سجدے میں گرا، پھر سر اٹھایا اور امت کے لیے دعا
کی تو اللہ تعالیٰ نے تیسرا حصہ امت کا اور منظور فرمایا، پھر میں
سجدے میں گرا اور شکریہ ادا کیا، پھر سر اٹھایا اور امت کے لیے
دعا مانگی، تو اللہ تعالیٰ نے اور تیسرا حصہ بھی منظور فرمایا۔ پھر میں
اللہ کے لیے سجدہ میں گرا۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کی ساری امت ان شاء اللہ
بخشی جائے گی۔ اللہم اجعلنا منهم، آمین۔

(حجۃ اللہ علی العالمین: ۲۳)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۲۹

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ أُتِيتُ بِدَابَّةٍ فَوْقَ الْحِمَارِ دُونَ الْبُغْلِ خَطُوهَا عِنْدَ مُنْتَهَى طَرَفِهَا فَرَكِبْتُ وَمَعِيَ جَبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِسِرْتُ فَقَالَ أَنْزِلْ فَصَلَّ فَفَعَلْتُ فَقَالَ أَتَدْرِي أَيْنَ صَلَّيْتُ؟ صَلَّيْتُ بِطَيْبَةِ وَآلِهَا الْمُهَاجِرُ ثُمَّ قَالَ أَنْزِلْ فَصَلَّ فَصَلَّيْتُ فَقَالَ أَتَدْرِي أَيْنَ صَلَّيْتُ؟ صَلَّيْتُ بِطُورِ سَيْنَاءَ حَيْثُ كَلَّمَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ قَالَ أَنْزِلْ فَصَلَّ فَصَلَّيْتُ فَقَالَ أَتَدْرِي أَيْنَ صَلَّيْتُ؟ صَلَّيْتُ بَبَيْتِ لَحْمٍ حَيْثُ وُلِدَ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ دَخَلْتُ بَيْتَ الْمُقَدَّسِ فَجُمِعَ لِي الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَقَدَّمَنِي جَبْرِيلُ حَتَّى أَمَّمْتَهُمْ ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى سَمَاءِ الدُّنْيَا فَإِذَا فِيهَا آدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ فَإِذَا فِيهَا ابْنَا الْخَالَةِ عِيسَى وَيَحْيَى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ فَإِذَا فِيهَا يُوسُفُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الرَّابِعَةِ فَإِذَا

فِيهَا هَارُونَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ
الْخَامِسَةِ فَإِذَا فِيهَا إِدْرِيسُ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى
السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَإِذَا فِيهَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ صَعِدَ
بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَإِذَا فِيهَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
ثُمَّ صَعِدَ بِي فَوْقَ سَبْعِ السَّمَوَاتِ فَاتَيْنَا سِدْرَةَ الْمُنْتَهَى
فَغَشَّيْتَنِي صَبَابَةً فَخَرَّرْتُ سَاجِدًا فَقِيلَ لِي إِنِّي يَوْمَ
خَلَقْتُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فَرَضْتُ عَلَيْكَ وَ عَلَى
أُمَّتِكَ خَمْسِينَ صَلَاةً فَقُمْ بِهَا أَنْتَ وَ أُمَّتُكَ، فَرَجَعْتُ
إِلَى إِبْرَاهِيمَ فَلَمْ يَسْأَلْنِي عَنْ شَيْءٍ ثُمَّ أَتَيْتُ عَلَى مُوسَى
فَقَالَ كَمْ فَرَضَ عَلَيْكَ وَ عَلَى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ خَمْسِينَ
صَلَاةً، قَالَ فَإِنَّكَ لَا تَسْتَطِيعُ أَنْ تَقُومَ بِهَا أَنْتَ وَ لَا
أُمَّتُكَ، فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ، فَرَجَعْتُ
إِلَى رَبِّي فَخَفَّفَ عَنِّي عَشْرًا، ثُمَّ أَتَيْتُ إِلَى مُوسَى فَأَمَرَنِي
بِالرَّجُوعِ، فَرَجَعْتُ فَخَفَّفَ عَنِّي عَشْرًا، ثُمَّ أَتَيْتُ إِلَى
مُوسَى فَأَمَرَنِي بِالرَّجُوعِ فَرَجَعْتُ، فَخَفَّفَ عَنِّي عَشْرًا،
ثُمَّ رُدَّتْ إِلَيَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ، قَالَ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ
فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ فَإِنَّهُ فَرَضَ عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ صَلَوَاتَيْنِ
فَمَا قَامُوا بِهِمَا، فَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّي عَزَّ وَ جَلَّ فَسَأَلْتُهُ
التَّخْفِيفَ، فَقَالَ إِنِّي يَوْمَ خَلَقْتُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ
فَرَضْتُ عَلَيْكَ وَ عَلَى أُمَّتِكَ خَمْسِينَ صَلَاةً فَخَمْسُ
بِخَمْسِينَ فَقُمْ بِهَا أَنْتَ وَ أُمَّتُكَ، فَعَرَفْتُ أَنَّهَا مِنَ اللَّهِ

عَزَّ وَجَلَّ صِرِّي فَرَجَعْتُ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ ارْجِعْ
فَعَرَفْتُ أَنَّهَا مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ صِرِّي يَقُولُ حَتَّمْ فَلَمْ
أَرْجِعْ

(رواہ النسائی (۴۴۸) و رواہ البخاری و مسلم مطولا)

”حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس ایک چوپایہ لا گیا جو کہ گدھے سے بڑا اور خچر سے کم تھا، اس کا قدم نظر سے منتہی تک تھا۔ میں اس پر سوار ہو گیا۔ میرے ساتھ جبریل علیہ السلام تھے، چلتے ہوئے ایک جگہ پر جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اترو، نماز پڑھو۔ میں اترا اور نماز پڑھی۔ جبریل نے کہا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی، آپ نے طیبہ (مدینہ) میں نماز پڑھی، جہاں آپ کی ہجرت ہے، پھر چلے اور کہا اترو، نماز پڑھو۔ میں اترا اور نماز پڑھی۔ کہا آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی، آپ نے طور سیناء میں نماز پڑھی۔ جہاں موسیٰ علیہ السلام نے خدا کے ساتھ کلام کی ہے، پھر چلے اور کہا، اترو اور نماز پڑھو۔ میں اترا، نماز پڑھی۔ کہا آپ جانتے ہیں آپ نے کہاں نماز پڑھی، آپ نے بیت لحم میں نماز پڑھی جہاں عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا تو سب انبیاء علیہم السلام میرے لیے جمع ہوئے۔ جبریل نے مجھے آگے کیا، میں نے ان سب کو نماز پڑھائی، پھر مجھے پہلے آسمان پر لے گیا وہاں آدم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی، پھر دوسرے پر عیسیٰ و یحییٰ علیہما السلام سے ملاقات ہوئی۔ پھر تیسرے پر یوسف علیہ

السلام اور چوتھے آسمان پر ہارون علیہ السلام اور پانچویں پر اور لیس علیہ السلام، چھٹے پر موسیٰ علیہ السلام اور ساتویں پر ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات ہوئی۔ پھر جبریل مجھے ساتویں آسمان پر لے گئے، تو ہم سدرۃ المنتہی پہنچے۔ پھر مجھے ایک بادل نے ڈھانپ لیا، پھر میں سجدے میں گرا تو مجھے کہا گیا کہ میں نے جب سے آسمان و زمین پیدا کیے ہیں تیرے اور تیری امت پر پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ پس تو اور تیری امت اسے ادا کیا کرو۔ پھر ابراہیم علیہ السلام کے پاس واپس آیا، انہوں نے مجھ سے کچھ نہ پوچھا، پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آیا تو انہوں نے کہا کہ تجھ پر اور تیری امت پر کیا فرض ہوا؟ میں نے کہا پچاس نمازیں۔ انہوں نے کہا کہ تو اسے ادا نہیں کر سکے گا اور نہ تیری امت ادا کر سکے گی، تو پھر اپنے رب کے پاس جا اور جا کر تخفیف کا سوال کر، تو میں اپنے رب کے پاس آیا۔ اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں کم کر دیں۔ پھر میں نے آ کر موسیٰ علیہ السلام سے ذکر کیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ پھر جا اور کمی کا سوال کر۔ میں پھر گیا تو اللہ نے دس اور کم کر دیں، پھر موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ تو انہوں نے پھر کہا کہ پھر جا۔ میں پھر گیا۔ پھر خدا نے دس اور تخفیف کیں۔ پھر بار بار جانے سے پانچ نمازیں رہ گئیں تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، پھر اپنے رب کے پاس جا کر اور کمی کا سوال کرو، کیونکہ بنی اسرائیل پر صرف دو نمازیں فرض کی گئی تھیں وہ دو بھی نہیں پڑھ سکے۔ پھر میں گیا اور تخفیف کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے جب سے زمین و آسمان پیدا کیے، تجھ

پر اور تیری امت پر پچاس نمازیں فرض کی تھیں، بس اب پانچ بجائے پچاس کے ہیں، یعنی ثواب پچاس کا ہی ملے گا۔ پس آپ اور آپ کی امت پانچ نمازیں قائم کرو۔ تو میں نے معلوم کر لیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی حکم عزیمت اور حتمی ہے۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، انہوں نے پھر کہا کہ جاؤ اور تخفیف کراؤ، تو میں نے معلوم کر لیا کہ یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے لازمی ہے۔ پھر میں نہ گیا۔“

اس حدیث سے چند امور مستفاد ہوئے:

۱۔ یہ کہ حضور علیہ السلام کو معراج اسی جسم شریف کے ساتھ ہوا، کیونکہ براق پر سوار ہونا روح کا کام نہیں۔ یہ روح مع الجسم کا کام ہے۔

۲۔ یہ کہ کسی متبرک مقام کی زیارت کے موقع پر اس مقام میں دو رکعت نفل پڑھنا جائز بلکہ مسنون ہے کہ رسول کریم ﷺ نے طور سینا، مدینہ طیبہ، بیت اللحم اور بیت المقدس میں نفل پڑھے۔

۳۔ یہ کہ حضور علیہ السلام امام الانبیاء ہوئے، اور ظاہر ہے کہ امام مقتدیوں سے افضل و اعلم ہوتا ہے۔ اگر انبیاء علیہم السلام میں سے کوئی نبی یا رسول ہمارے رسول کریم ﷺ سے افضل ہوتا تو وہی امام ہوتا۔ چونکہ جبریل علیہ السلام نے حضور علیہ السلام کو آگے کیا۔ معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام ہی سب انبیاء سے افضل ہیں۔

۴۔ یہ کہ انبیاء علیہم السلام سیر کرتے ہیں، چلتے پھرتے ہیں، ایک جگہ محبوس نہیں ہیں۔ بیت المقدس میں پہلے حاضر ہوئے، اور حضور علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی۔ پھر آپ آسمانوں پر تشریف لے گئے تو وہاں ملے۔ کوئی پہلے آسمان پر کوئی دوسرے پر کوئی تیسرے پر۔۔۔۔۔

۵۔ یہ کہ ان کی سیر نہایت سریع ہے۔ بیت المقدس میں نماز پڑھی، پھر حضور

علیہ السلام کے تشریف لے جانے سے پہلے آسمان پر پہنچ گئے۔

۶۔ یہ کہ حضور علیہ السلام سب انبیاء سے اعلم ہیں۔ مخلوقات میں سے کوئی چیز حضور علیہ السلام کے علم سے باہر نہیں۔ اعلم تو اس لیے کہ وہی امام ہوئے، اور امامت کا حق اعلم و اقرب کا ہے۔ جب یہ ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کا علم سب انبیاء سے زیادہ تھا تو اب آدم علیہ السلام کا علم بھی ملاحظہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا﴾

کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کا علم عطا کیا۔ اسماء جمع ہے پھر اس پر الف لام استغراق کا پھر کھاس کی تاکید ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ کوئی چیز جس کا کچھ نام ہے، آدم علیہ السلام کے علم سے باہر نہیں ہے اور یہ نہیں کہ صرف نام سکھائے اور مسمیات کا علم عطا نہیں کیا، کیونکہ جب ان اشیاء کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے اپنی لاعلمی بیان کی اور آدم علیہ السلام نے سب اشیاء کے نام بتا دیئے، جس سے معلوم ہوا کہ آدم علیہ السلام کو تمام مسمیات کا بھی علم تھا۔ تو حضور علیہ السلام جن کو آدم علیہ السلام سے بھی علم زیادہ تھا ان سے کوئی چیز کیسے پوشیدہ رہ سکتی ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو علم آیت:

﴿أَنبِئُكُمْ بِمَا تَأْكُلُونَ وَمَا تَدْخُرُونَ فِي بُيُوتِكُمْ﴾

سے ظاہر ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو ذخیرہ گھروں میں رکھتے ہو، میں تم کو اس کی خبر دیتا ہوں۔ یہ تو عیسیٰ علیہ السلام کا علم ہے، لیکن رسول کریم ﷺ ان سے اعلم ہیں۔

۷۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو کہ حضور علیہ السلام سے پہلے دنیا میں تشریف لائے اور وقت مقررہ تک رہ کر ہم سے پوشیدہ ہو گئے۔ انہوں نے سب مسلمانوں کو یہ فائدہ پہنچایا کہ رسول کریم ﷺ کو بار بار اللہ تعالیٰ کے پاس بھیج کر پچاس نمازوں سے پانچ کرائیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ دنیا سے رحلت فرما جانے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کے مقبولین نفع پہنچا سکتے ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۳۰

حدیث شفاعت ہے کہ سب لوگ آدم علیہ السلام کی خدمت میں بغرض شفاعت جائیں گے، وہ نوح علیہ السلام کی طرف بھیجیں گے، وہ ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں بھیجیں گے، وہ موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں بھیجیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ عیسیٰ علیہ السلام رسول کریم ﷺ کی خدمت میں بھیجیں گے۔ پھر لوگ حضور علیہ السلام کی خدمت میں آئیں گے تو حضور فرمائیں گے۔ انا لھا، میں شفاعت کے لیے ہوں، یعنی یہ کام میں کروں گا۔ حضور فرماتے ہیں:

اَسْتَاذِنُ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذَنُ لِي وَ يُلْهِمَنِي مَحَامِدًا،
أَحْمَدُهُ بِهَا لَا تَحْضُرُ فِي الْآنَ، فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ
وَ أَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا، فَيُقَالُ يَا مُحَمَّدُ! ارْفَعْ رَأْسَكَ وَ قُلْ
تُسْمِعُ وَ سَلْ تُعْطِ وَ اشْفَعْ تُشَفَّعُ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أُمَّتِي
أُمَّتِي، فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَأَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ
شَعِيرَةٍ مِنْ إِيْمَانٍ... الحديث

متفق علیہ (بخاری ۳۴۴۲، مسلم ۵۳۲)

”میں اپنے پروردگار سے اجازت مانگوں گا، پس مجھے اجازت دی جائے گی۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ کے محامد (یعنی تعریفیں ایسے الہام ہوں گے جو آج مجھے مستحضر نہیں، تو میں ان محامد سے اللہ تعالیٰ کی تعریف کروں گا اور میں سجدہ کروں گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم) اپنا سر مبارک اٹھاؤ، اور فرماؤ، جو فرماؤ گے سنا جائے گا اور مانگو، جو مانگو گے دیا جائے گا اور سفارش کرو تمہاری سفارش قبول کی جائے گی تو میں کہوں یا اللہ! میری امت! میری امت! حکم ہوگا، جاؤ جس کے دل میں برابر جو کے بھی ایمان ہے اسے نکال لو۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قیامت کے روز سب لوگ رسول کریم ﷺ کی شفاعت کے خواہاں ہوں گے، اور حضور علیہ السلام کی شفاعت سے جنت میں جائیں گے، جس سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ السلام کے وسیلے کی بڑی ضرورت ہے، جو لوگ وسیلے کے منکر ہیں انہیں چاہیے کہ اس روز بھی سیدھے خدا کی طرف جائیں۔ انبیاء علیہم السلام کے دروازوں پر امداد و شفاعت کے لیے کیوں جائیں گے۔ پس جب قیامت میں حضور کی خدمت میں جانا ہے تو آج ہی حضور علیہ السلام کی امداد کے طالب رہیں۔ ایسا نہ ہو کہ قیامت میں حضور فرمائیں کہ تو میری امداد کا منکر تھا پھر آج کیسے آگیا۔ و نعم ما قیل:

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

(امام اہل سنت)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۳۱

معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرمایا رسول کریم ﷺ نے:
مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهُهُ فِي الدِّينِ وَ إِنَّمَا أَنَا
قَاسِمٌ وَاللَّهُ يُعْطِي.

متفق علیہ (بخاری: ۱۷، مسلم: ۲۳۲۵)

”کہ جس شخص کے حق میں اللہ تعالیٰ بہتری کا ارادہ رکھتا ہے
اسے دین میں سمجھ دے دیتا ہے۔ یعنی اسے شریعت و طریقت
و حقیقت کا عالم بنا دیتا ہے، اور سوائے اس کے نہیں میں تقسیم
کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ دینے والا۔“
اس کو بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا دینے والا ہے، اور رسول
کریم ﷺ اس کی تقسیم کرنے والے ہیں۔ پس جو کچھ کسی کو اللہ تعالیٰ دیتا ہے وہ رسول
کریم ﷺ کی تقسیم سے ملتا ہے۔ یہاں معطی کا مفعول مذکور نہیں، جس سے معلوم ہوا
کہ ہر چیز جس کا دینے والا خدا ہے اس کے تقسیم کرنے والے رسول کریم ﷺ ہیں۔
سبحان اللہ! کیا شان ہے رسول کریم ﷺ کی۔ مبارک ہیں وہ لوگ جنہوں
نے رسول کریم ﷺ کو بمطابق اس حدیث کے قاسم مانا اور افسوس ہے ان لوگوں پر
جنہوں نے آپ کو نہ پہچانا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۳۲

عَنْ طَارِقِ بْنِ شَهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ قَامَ
فِينَا النَّبِيُّ ﷺ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنِ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ
الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ
حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ. (بخاری: ۳۱۲۲)

بخاری شریف میں طارق بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:
”کہا انہوں نے، میں نے سنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہ
فرماتے تھے کہ رسول کریم ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے تو
ابتداء خلقت سے (بیان فرماتے ہوئے یہاں تک بیان
فرمایا) کہ جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں اپنی اپنی جگہ پر
پہنچے۔ ہم میں سے جس نے یاد رکھا، اس نے یاد رکھا جو بھول گیا
وہ بھول گیا۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول کریم ﷺ نے ابتداء آفرینش سے اخیر
جنت و دوزخ کے دخول تک تمام حالات بیان فرمادیے۔ کسی کو یاد رہے، کسی کو بھول
گئے۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام کو ابتداء آفرینش سے آخر دخول جنت و
دوزخ تک کے سارے حالات معلوم تھے۔

ابن حجر فتح الباری جز ۱۳، ص ۱۸۷ میں فرماتے ہیں۔

و دل ذلك على أنه أخبر في المجلس الواحد بجميع
أحوال المخلوقات منذ ابتداءت إلى أن تقى إلى أن تبعه فشمّل
ذلك الأخبار عن المبدء و المعاش و المعاد و في تيسير إيراد
ذلك كله في مجلس واحد من خوارق العادة أمر عظيم.
یعنی حضور علیہ السلام نے جو کہ تمام مخلوقات کے تمام حالات ایک مجلس میں
بیان فرمائے، یہ آپ کا معجزہ تھا، کہ تھوڑے وقت میں بہت کچھ بیان فرمایا۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۳۳

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ بُعِثْتُ
بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ نَصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي
بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوَضَعْتُ فِي يَدِي.

(متفق علیہ) (بخاری: ۱۱۱۱، مسلم: ۱۱۲۰)

”رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث
کیا گیا، یعنی مجھے کلمات جامع عطا کیے گئے جن کے الفاظ
تھوڑے اور معانی بہت ہیں اور رعب کے ساتھ مدد کیا گیا اور
میں سویا ہوا تھا کہ اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ میرے پاس زمین
کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں، اور میرے ہاتھ میں رکھی
گئیں۔“

اس کو بخاری مسلم نے روایت کیا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۰۴)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں رسول کریم ﷺ
کے ہاتھ مبارک میں ہیں، کیونکہ انبیاء علیہم السلام کا خواب بھی مثل وحی کے ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۳۴۲

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ بَدْرَ اللَّهُمَّ
أَنْشُدْكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اللَّهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ
فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ فَقَالَ حَسْبُكَ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ
سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ.

(بخاری شریف: ۳۸۰۱۷)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ:

”رسول کریم ﷺ نے جنگ بدر کے دن دعا کی کہ یا اللہ! میں تجھ
سے تیرے عہد اور وعدے کو مانگتا ہوں (جو تو نے فتح و نصرت کا
وعدہ فرمایا ہے) اے خدا! اگر تو چاہتا ہے (یعنی جماعت اہل
اسلام کی ہلاکت) پھر تیری عبادت نہیں کی جائے گی، حضرت
ابو بکر نے آپ کا دست مبارک پکڑ لیا، عرض کیا: (یا رسول اللہ)
کافی ہے۔ آپ باہر نکلے اور یہ فرما رہے تھے کہ عنقریب یہ گروہ
ہزیمت سے دوچار ہوگا اور یہ دم دبا کر بھاگ جائیں گے۔“

یعنی زمین میں پھر کوئی تیری عبادت نہ کرے گا بلکہ ہمیشہ لوگ مشرک رہیں
گے، جو غیر اللہ کی پرستش کریں گے، یہ آپ نے اس لیے فرمایا کہ آپ کو معلوم تھا کہ
آپ خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، پس اگر آپ اور آپ کے ساتھی

شہید ہو جاتے تو پھر اس شریعت کے مطابق اس زمین پر کون عبادت کرتا۔ نبی اور کوئی مبعوث نہیں ہوتا تھا۔ پھر کون لوگوں کو ایمان کی طرف بلاتا، تو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو انہوں نے آکر حضور علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے پکڑ کر عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ کی مناجات اپنے رب کے ساتھ کافی ہوگئی۔ پھر نکلے اور یہ پڑھتے تھے کہ جلدی بھگائی جائے گی جماعت اور پھیر دیں گے پٹھیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اس حدیث سے قبولیت دعا کے علاوہ یہ امر قابل غور ہے کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یا اللہ! اگر یہ جماعت اہل اسلام کی تو ہلاک کر دے تو زمین تیری پرستش نہ ہوگی۔ کیا اللہ تعالیٰ کی پرستش انہیں چند لوگوں میں موقوف تھی۔ نہیں حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں ایک ناز کے انداز میں دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے آپ کی مدد کی۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۳۵

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا يَأْتِي ابْنُ آدَمَ

النَّذْرُ بِشَيْءٍ لَمْ أَكُنْ قَدَّرْتَهُ. (بخاری شریف: ۶۳۶۲)

”ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرمایا رسول کریم ﷺ نے کہ آدم کے بیٹے کو نذر کوئی شے نہیں لاتی، جسے میں نے اس کے مقدر میں نہ کیا ہو، یعنی جو چیز اس کی تقدیر میں ہوتی ہے، وہ ہی ہوتی ہے۔“

اس حدیث معلوم ہوتا ہے کہ تقدیر کو بھی حضور علیہ السلام نے ہی مقدر کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ حدیث قدسی ہے لیکن اس کی کسی سند اور روایت میں یہ تصریح نہیں آئی، کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ یہ حدیث ابوداؤد میں بھی ہے، اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نسبت نہیں۔ نیز نسائی میں بھی ہے، اس میں بھی یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا فرمایا ہے۔ اس حدیث میں ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس چیز کو میں نے مقدر نہیں کیا وہ نذر سے حاصل نہیں ہو سکتی۔ اگر ہم محدثین کے قول کو مان لیں کہ یہ حدیث قدسی ہے تو اتنا ماننا بھی ضرور ہوگا کہ محدثین جو فرمائیں اگرچہ حدیث کے الفاظ میں نہ ہو وہی صحیح ہوگا، حالانکہ بجز خدا و رسول ﷺ کے فرمان کے کسی دوسرے کا قول ماننا ہم پر واجب نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۳۶

عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَقُولُ
غَابَ عَنَّا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَوْمًا فَلَمْ يَخْرُجْ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ لَنْ
يَخْرُجَ فَلَمَّا خَرَجَ سَجَدَ سَجْدَةً فَظَنْنَا أَنَّ نَفْسَهُ قَدْ
قُبِضَتْ مِنْهَا فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ قَالَ إِنَّ رَبِّي تَبَارَكَ وَتَعَالَى
اسْتَشَارَ فِي أُمَّتِي مَاذَا أَفْعَلُ بِهِمْ فَقُلْتُ مَا شِئْتَ أَيُّ رَبَّهُمْ
خَلَقَكَ وَ عِبَادَكَ فَاسْتَشَارَنِي الثَّانِيَةَ فَقُلْتُ لَهُ
كَذَلِكَ فَقَالَ لَا أُحْزِنُكَ فِي أُمَّتِكَ يَا مُحَمَّدُ وَ
بَشِّرْنِي أَنَّ أَوَّلَ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا مَعَ
كُلِّ أَلْفٍ سَبْعُونَ أَلْفًا لَيْسَ عَلَيْهِمْ حِسَابٌ ثُمَّ أُرْسِلَ إِلَيَّ
فَقَالَ أَدْعُ تَجِبُ وَ سَلْ تُعْطَ فَقُلْتُ لِرَسُولِهِ أَوْ مُعْطِي رَبِّي
سُؤْلِي فَقَالَ مَا أُرْسِلَنِي إِلَيْكَ إِلَّا لِيُعْطِيَكَ وَلَقَدْ
أَعْطَانِي رَبِّي عِزًّا وَجَلًّا وَ لَا فُخْرَ وَ غَفَرَ لِي مَا تَقَدَّمَ مِنْ
ذَنْبِي وَ مَا تَأَخَّرَ وَ أَنَا أَمْشِي حَيًّا صَحِيحًا وَ أَعْطَانِي
الْكُوْثَرَ فَهُوَ نَهْرٌ مِنَ الْجَنَّةِ يَسِيلُ فِي حَوْضِي وَ أَعْطَانِي
الْعِزَّ وَ النُّصْرَ وَ الرُّغْبَ يَسْعَى بَيْنَ يَدَيِ أُمَّتِي شَهْرًا وَ

أَعْطَانِي أَنِّي أَوَّلُ الْأَنْبِيَاءِ أُدْخَلُ الْجَنَّةَ وَ طُيِّبَ وَ لَأُمَّتِي
الْغَنِيمَةُ وَ أَحَلَّ لَنَا كَثِيرًا مِّمَّا شَدَّدَ عَلَيَّ مَنْ قَبْلُنَا وَ لَمْ
يَجْعَلْ عَلَيْنَا مِنْ حَرْجٍ.

(مسند امام احمد: ۲۲۹۷۶)

اس حدیث کی سند میں ابن لہیعہ ہے جس کو مسند احمد کے اسی جلد کے ص
۳۰۰ میں حسن فی حدیث لکھا ہے کہ وہ اپنی حدیث میں حسن ہے۔

”حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز ہم
سے غائب ہو گئے اور ہم نے گمان کیا کہ وہ نہ آئیں گے تو جب
آپ آ گئے تو آپ نے ایک سجدہ کیا، یہاں تک لمبا سجدہ کیا کہ
ہم نے گمان کیا کہ شاید آپ کی روح مبارک قبض کی گئی۔ جب
آپ نے سر مبارک اٹھایا تو فرمایا کہ میرے رب تعالیٰ نے مجھ
سے میری امت کے بارے میں مشورہ کیا ہے اور پوچھا ہے کہ
میں تیری امت کے ساتھ کیا معاملہ کروں۔ میں نے عرض کی کہ
اے خدا وہ تیرے بندے تیری مخلوق ہیں جو تو چاہے کر۔
پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے مشورہ لیا تو میں نے اسی طرح
عرض کی، تیرے بندے ہیں جو تو چاہے کر۔ تو اللہ تعالیٰ نے
فرمایا: اے محمد! (ﷺ) میں تجھے تیری امت کے بارے میں
غمناک نہ کروں گا اور مجھے اللہ نے خوشخبری دی کہ سب سے
پہلے تیری امت کے ستر ہزار اور ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار آدمی
جنت میں داخل ہوں گے، ان پر کوئی حساب کتاب نہ ہوگا، پھر
میری طرف قاصد بھیجا گیا اور فرمایا کہ دعا کر تیری دعا قبول ہو
گی، اور مانگ تجھے دیا جائے گا تو میں نے قاصد کو کہا کہ کیا اللہ

تعالیٰ مجھے میرا سوال عطا کرے گا، اس نے کہا کہ مجھے آپ کی طرف اسی لیے بھیجا گیا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ عطا کرے (جو آپ مانگیں) اور مجھے اللہ نے دیا، اور اس میں کوئی فخر نہیں، یعنی میں فخر نہیں کرتا اور اللہ نے میرے اگلے پچھلے گناہ (جو حضور ﷺ کی شان کے مطابق گناہ ہے) سب معاف فرمائے اور میں زندہ تندرست چلتا ہوں، اور مجھے اللہ تعالیٰ نے یہ بھی عطا کیا کہ میری امت بھوک کے عذاب سے ہلاک نہ ہو، اور (کفار سے) مغلوب نہ ہو اور مجھے پھر اللہ تعالیٰ نے کوثر عطا فرمائی اور مجھے اللہ تعالیٰ نے عزت اور نصرت عطا فرمائی، اور ایک مہینہ کی مسافت سے میرا رعب پیدا کیا اور میں سب انبیاء سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا اور میرے اور میری امت کے لیے مال غنیمت حلال کیا اور جو پہلے لوگوں پر سختیاں تھیں، وہ ہم پر حلال کی گئیں، اور اللہ نے ہم پر کوئی تنگی نہیں کی۔

اس حدیث کو امام احمد نے مسند میں روایت کیا، اس حدیث سے رسول کریم ﷺ کی شان کا پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام سے ان کی امت کے بارے میں مشورہ لیتا ہے اور خوشخبری دیتا ہے کہ سب سے پہلے آپ کی امت کے کئی ہزار لوگ بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے۔ اللہم اجعلنا منهم۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۳۷

سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لِحْيَتَيْهِ وَ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ
أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ. (بخاری: ۶۳۲۷)

”جو شخص میرے لیے اپنی زبان اور شرم گاہ کا ضامن ہوا، یعنی ان دونوں عضو سے میری نافرمانی نہ کرے گا تو میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔“

اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ السلام خدا تعالیٰ کی تملیک سے جنت کے مالک ہیں اور کارخانہ الہی کے مختار ضمانتیں فرماتے ہیں، اپنے ذمے لیتے ہیں، ہر شخص جانتا ہے کہ ضمانت وہی دیتا ہے، جس کا اختیار ہو۔ مالک ہو یا مالک کی طرف سے ماذون ورنہ فضولی ہے جس کا عقد بیکار ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۳۸

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ أَنَا أَوْلَى
بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَمَنْ مَاتَ وَ عَلَيْهِ دَيْنٌ وَ لَمْ
يَتْرُكْ وَ خَاءَ فَعَلَيْنَا قَضَاءً هـ. (رواه البخاری) وَ فِي
رِوَايَةٍ فَمَنْ تُوُفِّيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَرَكَ دَيْنًا فَعَلَى قَضَاءٍ هـ
وَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ.

(بخاری شریف: ۶۵۸۳، ۵۲۴۴)

حضرت ابو ہریرہ جناب نبی کریم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں:
”آپ نے فرمایا: میں مومنوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک
ہوں۔ (کنز الایمان ترجمہ اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ) پس
جو شخص مر جائے اور اس کے سیر پر قرض ہو اور مال نہ ہو جس سے
قرض ادا کیا جائے تو آپ فرماتے ہیں کہ اس کا قرض میرے
ذمہ ہے (میں ادا کروں گا) اور جو شخص مال چھوڑ جائے وہ اس
کے وارثوں کا حق ہے۔“

سبحان اللہ! کوئی ایسا شفیق ہے جو میت کا قرض اپنے ذمہ لے لے اور مال وارثوں کو دے دے۔ یہ حضور علیہ السلام کی ہی عنایت و شفقت ہے اور یہ جو فرمایا کہ میں مومنوں کی جانوں کا ان سے زیادہ مالک ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا اور دین کے تمام امور میں، نبی کریم ﷺ کا حکم تمام مسلمانوں پر نافذ اور آپ کی اطاعت واجب ہے۔ یا یہ معنی ہیں کہ نبی مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ رافت و رحمت اور لطف و کرم فرماتے ہیں اور نافع تر ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ نبی کریم ﷺ زیادہ حق رکھتے ہیں کہ آپ جس طرف بلائیں اسی کو اختیار کیا جائے اگرچہ مومنین کی جانیں یا دوسرے لوگ نہ مانیں۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ جو مسلمان خدا تعالیٰ کا قرض ادا نہ کریں اور فوت ہو جائیں، رسول کریم ﷺ اس کا بھی تدارک فرمائیں گے اگرچہ شفاعت سے ہو۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۳۹

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ
سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى
أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

(متفق علیہ) بخاری: ۵، مسلم: ۱۳۳

حضرت ﷺ اس کہتے ہیں

”میں نے سنا، جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

کہ کوئی شخص تم میں سے کامل مومن نہیں ہوتا جب تک میں اسے

اس کے باپ، اور اولادِ بندہ سے زیادہ پیارا نہ ہو

جاؤں۔“

معلوم ہوا کہ اصل ایمان رسول کریم ﷺ کی محبت ہے اگر محبت نہیں تو کچھ بھی

نہیں اگرچہ لمبی لمبی نمازیں پڑھے اور اگر محبت کرے تو یقیناً اپنے محبوب کے ساتھ اس

کا حشر ہوگا اگرچہ اعمال میں قصور ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث: ۴۰

عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عُمَرَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ
بكِتَابٍ أَصَابَهُ مِنْ بَعْضِ أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَرَأَهُ النَّبِيُّ فغَضِبَ
فَقَالَ أَمْتَهَكُونُ فِيهَا يَا ابْنَ الْخَطَّابِ؟ فَقَالَ لَقَدْ جِئْتُكُمْ
بِبَيِّضَاءَ نَقِيَّةٍ لَا تَسْأَلُوهُمْ عَنْ شَيْءٍ فَيُخْبِرُوكُمْ بِحَقِّ
فَتَكْذِبُوا بِهِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ أَنَّ مُوسَى كَانَ حَيًّا
وُسْعَهُ إِلَّا أَنْ يَتْبَعَنِي.

(رواہ الامام احمد: ۱۴۸۵۹)

”جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول کریم ﷺ
کے پاس ایک کتاب لے کر آئے، جو ان کو ایک اہل کتاب سے
 ملی، انہوں نے پڑھنا شروع کیا تو حضور علیہ السلام ناراض ہوئے
 اور فرمایا:

کہ میں تمہارے پاس سفید اور ستھری شریعت لے کر آیا، تم ان
 سے کچھ نہ پوچھو، کہ وہ سچی بات کہیں تو تم تکذیب کرو یا باطل
 کہیں تو تصدیق کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ
 قدرت میں میری جان ہے اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو
 میرے تابع دار ہوتے۔“

اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دوسرے مذاہب کی کتابیں مطالعہ میں رکھنا جائز نہیں۔ ممکن ہے کہ انسان بے علمی کے سبب کسی غلط مسئلے کو صحیح سمجھ لے یا صحیح کو غلط۔ اس لیے اپنے مذہب کی کتاب کے سوا اور کسی بد عقیدہ و بد مذہب کی کتاب نہ دیکھے نہ سنے، رسول کریم ﷺ نے تورات کے اوراق پڑھنے پر ناراضگی فرمائی، دوسری کتاب کا کیا کہنا، یہاں بد مذہب لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں کہ تحقیق کرنا چاہیے، یہ غلط ہے۔ آج تحقیق نہایت مشکل ہے، عامی بے علم کیا تحقیق کرے گا۔ تحقیق نہایت دشوار ہے جو اہل علم پر مخفی نہیں۔ واللہ اعلم۔



صحابِ ستہ سے ماخوذ جواہر پارے

حضور سرور عالم ﷺ کے چند ارشادات جو ہر انسان کے دینی و دنیاوی ترقی اور فلاح دارین کے ضامن ہیں۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

۱۔ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔

یعنی اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ اور ہر ایک کو اس کی نیت کے موافق پھل ملے گا۔

۲۔ الْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ

یعنی جس میں ایمان ہے اس میں شرم ہے۔

۳۔ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَ يَدِهِ

یعنی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کو رنج نہ پہنچے۔

۴۔ مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ وَ أَبْغَضَ لِلَّهِ

یعنی کامل ایمان والا وہ ہے جو خدا واسطے دوستی اور خدا واسطے دشمنی رکھے، گویا اس کے ہر عمل میں رضا حق مقصود ہو۔

۵۔ لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ

جو امانت دار نہیں وہ ایماندار نہیں۔

۶۔ وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ

جو وعدے کا پابند نہیں وہ دیندار نہیں۔

۷۔ اِذْ سَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ وَ سَاءَ تَكْ سَيِّئَتُكَ فَاَنْتَ

مُؤْمِنٌ۔

جب تو نیک کام کرنے سے خوش اور برا کام کرنے سے رنجیدہ ہو تو جان لے کہ تو مومن ہے۔

۸۔ لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَ هُوَ مُؤْمِنٌ وَ لَا

يَسْرِقُ السَّارِقُ حِينَ يَسْرِقُ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ وَ لَا

يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِينَ يَشْرَبُهَا وَ هُوَ مُؤْمِنٌ، وَ لَا يَغُلُّ

أَجْدُكُمْ حِينَ يَغُلُّ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ وَ لَا يَقْتُلُ حِينَ يَقْتُلُ وَ

هُوَ مُؤْمِنٌ۔

زانی زنا کرنے کے وقت ایمان والا نہیں ہوتا، چور چوری کرنے کے وقت،

شرابی شراب پینے کے وقت، خائن خیانت کرنے کے وقت اور قاتل قتل

کرنے کے وقت ایمان والا نہیں ہوتا، گویا جو مومن ہے وہ نہ زنا کرتا ہے،

نہ چوری کرتا ہے، نہ شراب پیتا ہے، نہ خیانت کرتا ہے اور نہ قتل کرتا ہے۔

۹۔ اَرْبَعٌ مَنْ كُنْ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَ مَنْ

كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَصْلَةٌ مِنْ

النِّفَاقِ حَتَّى يَدْعَهَا، اِذَا اَوْثَمَنَ خَانَ، وَاِذَا حَدَّثَ

كَذِبَ، وَ اِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَ اِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔

وہ شخص پورا منافق ہے جو امانت میں خیانت کرے اور جھوٹ بولے اور

بات کہہ کر پھر جائے اور تکرار میں گالیاں دے، اور جوان چاروں میں سے ایک خصلت رکھتا ہو، جب بھی اس میں منافق کی نشانی ہے جب تک اسے نہ چھوڑے۔

۱۰۔ كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ۔

وہ آدمی جھوٹا ہے جو سنی ہوئی باتیں جن کا جھوٹ سچ معلوم نہ ہو کہتا پھرے۔

۱۱۔ مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ۔

جو نیک راہ کسی کو بتائے اسے اس پر چلنے کے برابر اجر ملتا ہے۔

۱۲۔ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ۔

علم کی تلاش ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔

۱۳۔ مَنْ أَشَارَ عَلَى أَخِيهِ بِأَمْرٍ يَعْلَمُ أَنَّ الرُّشْدَ فِي غَيْرِهِ فَقَدْ خَانَهُ۔

جو جان بوجھ کر نیکی و صلاح کے برخلاف فساد کی راہ بتائے وہ چور ہے۔

۱۴۔ نَهَى عَنِ الْأَغْلُوطَاتِ۔

پیچیدہ باتیں کرنے سے باز رہو۔

گویا ایسے پیچیدہ مسائل اپنی فوقیت دکھلانے کے لیے بیان کرنا جن سے سننے والے مغالطہ میں پڑ جائیں منع ہیں۔

۱۵۔ لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طَهْوٍ وَلَا صَدَقَةٌ مِنْ غُلُولٍ۔

ناپاک حالت میں نماز قبول نہیں ہوتی اور مال حرام سے خیرات قبول نہیں

ہوتی۔

۱۶۔ اتَّقُوا مَلَاعِنَ الثَّلَاثَةِ الْبُرَازُ فِي الْمَوْرِدِ وَ قَارِعَةُ
الطَّرِيقِ وَ الظِّلِّ۔

تین قابل لعنت باتوں سے بچو، رفع حاجت کرنا اس جگہ جہاں آدمی پانی
دیکھ کر ٹھہرتے ہوں، راستے میں اور سائے میں۔

۱۷۔ مُرُوا صِبْيَانَكُمْ بِالصَّلَاةِ وَ هُمْ أَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِينَ
وَ اضْرِبُوهُمْ أَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِينَ۔

اپنی اولاد کو سات برس کی عمر میں نماز کے لیے کہو، اور دس برس کی عمر میں
اس پر عمل نہ کرنے سے سزا کے طور پر انہیں مارو۔

۱۸۔ كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٍ وَ إِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ
بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَّاءٌ وَ كَذَّاءٌ (الترمذی: ۲۸۶۳)

بد نظری بدکاری ہے جو عورت خوشبو لگا کر لوگوں میں پھرے وہ حرام کار
ہے۔

۱۹۔ خُذُوا مِنَ الْأَعْمَالِ تَطِيقُونَ۔

اتنے ہی نیک کام کرو جتنے ہو سکیں۔

۲۰۔ أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ أَذْوَمُهَا وَ إِنَّ قُلَّ

خدا کو وہ نیک کام بڑے پسند ہیں جو ہمیشہ کیے اگرچہ تھوڑے ہی ہوں۔

۲۱۔ أَطْعَمُوا الْجَائِعَ وَ عَوَّدُوا الْمَرِيضَ۔

بھوکے کو کھلاؤ اور بیمار کی غمخواری کرو۔

۲۲۔ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيبٌ أَوْ عَابِرِ سَبِيلٍ۔

دنیا میں مسافر کی مانند رہو یا جو رستہ چل رہا ہو۔

۲۳۔ أَكْثِرُوا هَادِمِ اللَّذَاتِ الْمَوْتِ۔

موت جو لذتوں کو مٹانے والی ہے اسے بہت یاد کرتے رہو۔

۲۴۔ الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبَيَاضَ فَإِنَّهُ مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ۔

سفید کپڑا تمام کپڑوں میں اچھا ہے، اسے ہی پہننا چاہیے۔ جس میں سادگی ہو۔

۲۵۔ اذْكُرُوا مَحَاسِنَ مَوْتَاكُمْ وَكُفُّوا عَنْ مُسَاوِيِهِمْ۔

مرے ہوؤں کی نیکیوں کو بیان کرو اور ان کی برائی سے رکو۔



”فقیہ اعظم جلیل کامل“

۱۳۷۰ھ

مولانا محمد شریف کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ

سیالکوٹ صنعتی و تجارتی لحاظ سے پنجاب کا ایک اہم شہر ہے جو کھیلوں کا سامان اور جراحی کے آلات کی ساخت اور برآمد کے حوالے سے بین الاقوامی شہرت حاصل کر چکا ہے۔ سیالکوٹ کا ایک اہم قصبہ کوٹلی لوہاراں اپنی صنعت قفل سازی میں برصغیر پاک و ہند میں اپنی نظیر نہیں رکھتا۔ اس قصبے نے جہاں قفل سازی کے سبب لوگوں کے مال و جان کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا وہاں دین کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ایک ایسے رجل رشید کے وجود باجود سے اس قصبے کو نوازا جس نے لوگوں کے قلوب پر خواب غفلت کے لگے ہوئے تالوں کو اپنے نور بصیرت سے کھول کر انہیں راہ رشد و ہدایت پر گامزن کر کے فائز المرام کر دیا۔ اس سے ہماری مراد اس نابغہ روزگار ہستی سے ہے جس سے علمی دنیا فقیہ اعظم ابو یوسف مولانا محمد شریف کے نام نامی سے متعارف ہے، اور اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ دونوں اپنی دنیوی اور دینی خدمات کے لحاظ سے ایک دوسرے کی پہچان بن چکے ہیں۔

ہمارے ممدوح حضرت مولانا محمد شریف کی ولادت باسعادت موضع کوٹلی لوہاراں (مغربی) میں مولانا حافظ عبدالرحمن کے ہاں ۱۸۶۱ء میں ہوئی۔ آپ کے

والدِ رَامی اپنے زمانے کے صاحبِ زہد و ورع بزرگ تھے۔ آپ کے علم و فضل کا شہرہ کوٹلی لوہاراں کی سرحدیں عبور کرتا ہوا برصغیر کے گوشے گوشے میں پہنچا ہوا تھا۔ حضرت فقیہِ اعظم کے شعور نے جب انگریزی لی تو مشفق باپ نے اپنی آغوشِ تربیت میں لے لیا اور درسِ نظامی کی تکمیل چند ہی سالوں میں کرا دی۔ یہ دور بڑا پر فتن تھا اور عیسائی مشنریوں، بد عقیدہ فرقوں اور مدعیانِ نبوت کی زد میں تھا۔ اس طوفانِ بلا خیز سے مؤثر طور پر نپٹنے کے لیے آپ کے والد محترم نے آپ کو فنِ مناظرہ کی باریکیوں سے بھی آگاہ کیا۔ چنانچہ آپ نے اس فن میں خوب مہارت حاصل کر لی اور آگے چل کر ان فتنوں کی سرکوبی کے لیے جہاں انہوں نے فرقِ باطلہ سے مناظرے کیے، وہاں قلم و قرطاس سے بھی ان کے عقایدِ باطلہ کا ردِ بدلائلِ قاہرہ و براہینِ ساطعہ کیا۔ پروفیسرِ مجیب احمد اپنی تصنیف ”فقیہِ اعظم“ میں رقمطراز ہیں کہ:

”اعلیٰ حضرت بریلوی نے فقیہِ اعظم کی بعض کتب خاص طور پر ”نمازِ مدلل“ مطالعہ کی تو آپ حضرت فقیہِ اعظم کے علم و تحقیق اور دلائل سے بہت متاثر ہوئے اور محرم الحرام ۱۳۳۸ھ بمطابق اکتوبر ۱۹۱۹ء میں حضرت فقیہِ اعظم کو صحاح ستہ، مشکوٰۃ المصابیح اور حدیث کی دیگر تمام متداولہ کتب کی اجازت اور سند عطا کی۔ اس کے ساتھ ہی اعلیٰ حضرت بریلوی نے حضرت فقیہِ اعظم کو سلسلہِ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں اپنی خلافت و اجازت سے بذریعہ ذاک مشرف فرمایا۔ اعلیٰ حضرت بریلوی نے ”السند و الاجازۃ“ میں حضرت فقیہِ اعظم کو نصیحت فرمائی کہ آپ مذہبِ اہل سنت پر سختی سے کاربند رہیں اور اہل بدعت و فتنہ سے دوری اختیار کریں اور عمر بھر سنت کی حمایت، اہل سنت کی اعانت،

فتنوں کی سرکوبی اور اہل فتن کی اہانت میں کمر بستہ رہیں۔“
بعد نصیحت آمیز کلمات کو اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی (متوفی ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء) نے کس خوبصورت انداز میں نظم کا جامہ پہنایا ہے۔

دشمن احمد پہ شدت کیجیے ملحدوں کی کیا مروت کیجیے
ذکر ان کا چھڑیے ہر بات میں چھیڑنا شیطان کا عادت کیجیے
یا رسول اللہ دہائی آپ کی گوش مال اہل بدعت کیجیے
فقیہ اعظم نے آپ کی نصیحت کو حرز جاں بنالیا اور ساری عمر اس پر شدت
سے کار بند رہے بلکہ ان کی نصیحت نے ان کی مناظرانہ حس میں نیا جوش و جذبہ پیدا کر
دیا۔ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری (متوفی ۳۱ اگست ۱۹۵۱ء) سے بھی
آپ کو خلافت حاصل تھی۔ چنانچہ جب امیر ملت ہندوستان کے مختلف علاقوں میں
تبلیغی دوروں کے لیے پاہ رکاب ہوتے تو حضرت فقیہ اعظم بھی ان کی مشایعت میں
ہوتے اور آپ بھی ان جلسوں سے خطاب فرماتے اور مخالفین پر برق خرمن سوز بن کر
گرتے۔ تحریک پاکستان کے سلسلے میں آل انڈیا مسلم لیگ کی طرف سے منعقدہ
جلسوں میں حصہ لیتے اور جا بجا پاکستان کے حق میں تقاریر کرتے۔

یہاں اس بات کا ذکر کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ والد ماجد کی وفات
کے بعد آپ مزید تعلیم کے حصول کے لیے گھر سے نکل پڑے اور باقاعدہ دینی مدارس
کے فقدان کے باعث آپ برصغیر کے دور دراز علاقوں میں جہاں کہیں بھی آپ کو کسی
عالم دین کا پتا چلتا، اس کی خدمت میں پہنچ کر زانوئے تلمذتہ کرتے اور دینی علوم کی
تعلیم حاصل کرتے۔ دارالعلوم انجمن نعمانیہ لاہور میں بھی آپ کچھ عرصہ زیر تعلیم رہے
اور یوں آپ نے علوم اسلامیہ کی تکمیل کی اور اسناد فراغت حاصل کیں۔

بیعت

”ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات“ والی ضرب المثل آپ پر صادق آتی ہے۔ آپ عفوان شباب ہی سے تہجد گزار اور زہد و تقویٰ کی طرف مائل ہو گئے تھے۔ اسی لگن میں آپ کو مرشد طریقت کی تلاش ہوئی اور جوئندہ یا بندہ کے مصداق اپنا مطلوب و مقصود راویپنڈی میں حضرت خواجہ عبدالکریم (متوفی ۳۱ جولائی ۱۹۴۲ء) کی صورت میں مل گیا۔ چنانچہ آپ ان کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت ہوئے اور اپنے جذب دروں کا اظہار ایک عربی قصیدے کی صورت میں کیا جس کے مقطع میں کہتے ہیں:

ازل حجاب الغفلة عن قلبی و نورہ بنور معرفۃ اللہ الواحد الصمد
(آپ میرے دل سے غفلت کا پردہ ہٹا کر اسے اللہ یکتا و بے نیاز کی معرفت کے نور سے منور کر دیں)

آپ اپنے راہبہ طریقت کے ساتھ اکثر روحانی و تبلیغی دوروں میں مشایعت کرتے اور اس طرح ان کا اتنا قرب حاصل کر لیا کہ مرشد نے انہیں اپنی خلافت اور اجازت بیعت سے سرفراز فرمایا۔

علمی فتوحات

حضرت فقیہ اعظم فرق باطلہ کے رد میں تحریر و تقریر کے دونوں محاذوں پر داد شجاعت دیتے رہے۔ آپ کی بہت سی کتابیں اسی معرکہ حق و باطل کے نتیجے میں وجود پذیر ہوئیں۔ اہل سنت و جماعت کے مسلمہ عقائد کے خلاف جو بھی مضمون کسی رسالے یا کتاب میں چھپتا آپ اس کے مطالعے سے تڑپ اٹھتے اور جب تک ”جواب آں غزل“ نہ لکھ لیتے، انہیں کسی کروٹ چھین نہ پڑتا۔ مفت روزہ اہل حدیث

امرتسر (مدیر مولانا ثناء اللہ امرتسری متوفی ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء) میں اہل سنت و جماعت کے خلاف جو مضامین اشاعت پذیر ہوتے، آپ ان کا مدلل و مسکت جواب امرتسر سے ہی چھپنے والے رسالے ”الفقیہ“ (مدیر ابوالریاض حکیم محمد معراج الدین احمد امرتسری متوفی ۹ نومبر ۱۹۴۸ء) میں چھپوا دیتے، اسی طرح آپ کے دیگر مناظرانہ، اصلاحی و سماجی مسائل پر مضامین ملک کے مقتدر رسائل میں شائع ہوتے رہے، ان میں ماہنامہ ”انوار الصوفیہ“ (لاہور، سیالکوٹ) ہفت روزہ ”رضوان“ (لاہور) اخبار العدل (گوجرانوالہ) اور اخبار السراج (جہلم) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

تصنیف و تالیف کے میدان میں آپ نے جو کتب یادگار چھوڑی ہیں ان کی ایک فہرست مع تفصیلی تعارف کے جناب پروفیسر مجیب احمد صاحب نے تذکرہ فقیہ اعظم (مکتبہ اشرفیہ۔ مرید کے ۱۹۹۴ء) میں محفوظ کر دی ہے۔ یہ فہرست اسی کتاب سے اخذ کر کے ملخصاً ہدیہ قارئین کی جا رہی ہے۔ البتہ فہرست ہذا میں جو کتابیں شمارہ ۸، ۲۲، ۳۶، ۴۷، ۴۰، ۴۷ اور ۴۸ پر درج ہیں یہ پروفیسر مجیب احمد صاحب ہی کے ایک مکتوب سے ماخوذ ہیں جو موصوف نے عزیزم محترم جناب ملک محمد شہزاد مجددی سیفی صاحب (سنی لٹریچر سوسائٹی ریلوے روڈ۔ لاہور) کے نام مورخہ ۱۵ دسمبر ۲۰۰۰ء کو تحریر فرمایا۔

۱۔ آنحضرت کی نجدیوں سے نفرت۔۔ مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کے رسالہ ”آنحضرت کی نجدیوں سے محبت“ کے رد میں۔

۲۔ اباحتہ السلف البناء علی قبور المشائخ والعلماء۔۔۔ علماء و مشائخ کی قبور پر قبے اور چار دیواری بنانا جائز ثابت کیا گیا ہے۔

۳۔ ابن قیم کے چند اقوال۔۔۔ ابن قیم کی تصانیف سے ایسے اقوال کا انتخاب جو اہل حدیث کے عقائد کے خلاف ہیں۔

۴۔ اجتہاد۔ اس میں اجتہاد کی تعریف اور مجتہد کے فرائض کو مجتہدانہ و فقیہانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

۵۔ اخلاق الصالحین۔ یہ صوفیانہ تالیف ہے جس میں اللہ والوں کے اخلاق اور ان کی عادات شریفہ کا بیان ہے۔

۶۔ اربعین حنفیہ۔ نماز کے متعلق آنحضرت ﷺ کی چالیس احادیث کا مجموعہ۔ (اس کتاب کو دارالفیض گنج بخش۔ لاہور نے جدید انداز میں ۲۰۰۰ء میں شائع کر کے مفت تقسیم کا شرف حاصل کیا ہے اور اسی جذبے سے سنی لٹریچر سوسائٹی نے اسے اسی سال میں شائع کر کے بلا قیمت تقسیم کا اہتمام کیا۔ اب اس کا تیسرا ایڈیشن تخریج احادیث و حالات مصنف کے اضافے کے ساتھ رضا پبلی کیشنز۔ لاہور نے ۲۰۰۲ء میں چھاپ کر اس کی دستیابی آسان کر دی ہے۔)

۷۔ اربعین نبویہ۔۔ اختیارات و کمالات مصطفیٰ ﷺ پر چالیس احادیث کا مجموعہ۔

۸۔ اظہار حق (ایک تحریری مناظرہ)

۹۔ الاربعین فی فضائل النبی الامین۔ آنحضرت کے فضائل و محامد و اوصاف و کمالات پر مبنی چالیس احادیث کا مجموعہ۔

۱۰۔ الحق المبین۔۔ نماز جمعہ کے بعد نماز ظہر پڑھنے کا مفصل اور مدلل ثبوت اور مخالفین کے اعتراضات کا رد۔

۱۱۔ انتفاع الاموات بالصدقات

۱۲۔ پنجابی ترجمہ مشکوٰۃ شریف (غیر مطبوعہ)

۱۳۔ تائید الامام باحادیث خیر الانام۔۔ حافظ ابو بکر ابن ابی شیبہ کی کتاب

مصنف ابن ابی شیبہ کے حصہ ”کتاب الرد علی ابی حنیفہ کا محققانہ جواب“۔

۱۴۔ تحقیق البدعت (اردو نثر اور پنجابی منظوم)۔ بدعت کی صحیح تعریف اور یہ کہ اہل حدیث حضرات بدعت کی ایک تعریف پر متفق نہیں۔

۱۵۔ تحقیق الکلام (غیر مطبوعہ)

۱۶۔ ترجمہ کتاب الآثار (غیر مطبوعہ)

۱۷۔ ترجمہ موطا امام محمد (غیر مطبوعہ)

۱۸۔ تصور شیخ۔۔۔ اس رسالہ میں ثابت کیا گیا ہے کہ تصور شیخ کرنا جائز

ہے۔

۱۹۔ حقیقت نماز جنازہ۔۔۔ نماز جنازہ کی حقیقت، ترکیب، دعائیں،

مسائل اسقاط اور دعا بعد از نماز جنازہ کا محققانہ ثبوت۔

۲۰۔ ختم یافتہ مروجہ۔۔۔ مولانا روشن دین صاحب محمد پوری کے ختم متعارفہ کو

حرام قرار دینے کے جواب میں۔

۲۱۔ درمختار پر اعتراضات کے جوابات۔۔۔ علامہ محمد علاء الدین ہسکفی کی

کتاب ”درمختار“ پر اخبار محمدی (دہلی) کے مدیر کے اعتراضات کے جوابات۔

۲۲۔ دلائل المسائل (متفرق مسائل مع اربعین نبویہ)

۲۳۔ رسالہ القول الصائب۔ مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کے رسالہ

”غازہ غائب برائے جنازہ بر غائب“ کے جواب میں ثابت کیا ہے کہ غائبانہ نماز

جنازہ جائز نہیں۔

۲۴۔ رسالہ پردہ نسواں۔۔۔ قرآن و حدیث اور آثار امہات المؤمنین سے

پردہ کی اہمیت و افادیت واضح کی ہے۔

۲۵۔ رسالہ تقلید۔۔۔ تقلید کی دو قسموں کا بیان اور یہ کہ بجز تقلید اتباع نبوی ہر

گز نہیں ہو سکتی۔

۲۶۔ سنان المقلدین فی صدر غیر المقلدین

۲۷۔ شرح مشکوٰۃ شریف

۲۸۔ شمس الحق۔۔ اہل سنت و جماعت کے مخالف تمام فرقوں کا دلائل سے

رد کیا گیا ہے اور فرقہ حنفی کی برتری اور حقانیت ثابت کی گئی ہے۔

۲۹۔ شیخ عبدالقادر جیلانی کے ارشادات۔۔ حضرت شیخ کے بیس ارشادات

سے ثابت کیا ہے کہ آپ تقلید کے قائل اور حنبلی المذہب تھے۔

۳۰۔ شیعہ مذہب کی ابتداء۔ ثابت کیا ہے کہ فرقہ شیعہ عبداللہ بن سبا

(یہودی النسل) کا ایجاد کردہ ہے نیز اہل تشیع کے بعض توہمات اور اعمال بد کا ذکر کیا

گیا ہے۔

۳۱۔ صداقت الاحناف (اردو پنجابی نظم میں) اس میں امام اعظم کے

فضائل و مناقب کے علاوہ مذہب حنفیہ کی صداقت زوردار دلائل سے ثابت کی گئی

ہے۔

۳۲۔ ضرورت فقہ۔ ثابت کیا گیا ہے کہ احکام شرعیہ کو قرآن و حدیث سے

استنباط کرنے کا نام فقہ ہے۔

۳۳۔ علم النبی۔ اس میں حضور اکرم ﷺ کے عامہ ماکان و مایکون ہونے کا

ذکر ہے۔

۳۴۔ عورتوں کا عیدین میں جانا۔۔ ثابت کیا ہے کہ خواتین کا گھروں میں

نماز پڑھنا افضل ہے تاہم مساجد میں بھی بالکراہت نماز ہو جائے گی۔

۳۵۔ فاتحہ خلف الامام (عربی اردو) غیر مطبوعہ

۳۶۔ فرق المخالف کا رد اور تائید فقہ حنفی

۳۷۔ فقہ الفقہ (مجموعہ چہار کتب) ۱۔ اربعین حنفیہ ۲۔ ضرورت فقہ ۳۔

ہدایہ پر اعتراضات کے جوابات ۴۔ فتاویٰ شامی پر اعتراضات کے جوابات (اول الذکر تین کتابیں اپنے اپنے مقام پر بھی درج ہیں)۔ اس کتاب کو فرید بکسٹال، ۴۰، اردو بازار۔ لاہور سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

۳۸۔ فقہ دراصل حدیث ہے۔ حدیث کی تعریف، امام اعظم کا تابعی ہونا اور پھر ثابت کیا ہے کہ فقہ حنفی بھی اصل میں حدیث ہے۔

۳۹۔ فقہ وہابیہ۔۔ اہل حدیث کی کتب سے ثابت کیا ہے کہ ان کے مسائل فقہ حنفی سے الگ اور اپنے اختیار کردہ ہیں۔

۴۰۔ کاسن النوان فی تردید اعداء النعمان

۴۱۔ کتاب التراويح۔۔ ثابت کیا ہے کہ نماز تراویح کی بیس رکعات مسنون ہیں اور آٹھ رکعت کے یا طلبین کے اعتراف کا مسکت جواب دیا ہے۔

۴۲۔ کتاب بنائے۔ احادیث، اقوال صحابہ کرام، مفسرین وائمہ کے ذریعہ ثابت کیا ہے کہ نماز جنازہ میں قرأت نہیں۔

۴۳۔ کشف الغطاء عن مسئلۃ النداء۔۔ ندائے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جواز پیش کیا ہے اور یہ کہ صحابہ کرام کا بھی جواز نہ اجماع تھا۔

۴۴۔ ماتم کا شرعی حکم۔۔ اہل سنت و اہل تشیع کی معتبر کتب سے ثابت کیا ہے کہ میت کا سوگ تین دن سے زیادہ نہ منایا جائے۔

۴۵۔ مرزائیت کی تردید (غیر مطبوعہ)

۴۶۔ مسائل شیعہ۔۔ اہل تشیع کے چالیس مسائل جن سے حضور ﷺ،

صحابہ کرام بلکہ خود ان کے ائمہ کرام کی اہانت ظاہر ہوتی ہے۔

۴۷۔ مسائل ماہ رمضان

۴۸۔ مستورات کی نماز

۴۹۔ مسئلہ سنت فجر۔۔ گھر سے سنتیں پڑھ کر جانے، بصورت دیگر مسجد میں جماعت کھڑی ہو تو ان کی ادائی کا طریقہ۔

۵۰۔ مسئلہ طلاق ثلاثہ (اطلاع الناس)۔ اس میں ایک ہی مجلس میں طلاق ثلاثہ کے وقوع ہونے کا ثبوت ہے۔

۵۱۔ مفقود الخبر (غیر مطبوعہ)

۵۲۔ مناظرہ بہلولہ (غیر مطبوعہ)

۵۳۔ منہ مانگی مراد (غیر مطبوعہ)

۵۴۔ مولوی وحید الزمان کے چند اقوال۔۔ مولوی وحید الزمان کی تالیفات سے چند ایسے اقوال کا انتخاب جن پر عمل کرنے سے بہت سے اختلافی مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

۵۵۔ ندائے حق۔۔ میت کے لیے قیل، دسواں اور چالیسواں کا ثبوت

۵۶۔ نفی فنی۔۔ اس میں آنحضور ﷺ کے نور ہونے اور آپ کا سایہ نہ ہونے کا بیان ہے۔

۵۷۔ نماز مترجم منظوم پنجابی۔۔ سادہ زبان اور چھوٹی بحر میں عوام الناس کی دینی تربیت کے لیے لکھی گئی ہے۔

۵۸۔ نماز مدلل۔۔ مسائل نماز کے علاوہ نماز کے مختلف فیہا مسائل پر مفصل بحث اور اہل حدیث و شیعہ حضرات کے طریق وضو و نماز کا رد بھی کیا ہے۔

۵۹۔ وبابیہ سے مناکحت۔۔ اہل حدیث کو تجویز پیش کی گئی ہے کہ یا تو احناف کو مشرک و بدعتی کہنا چھوڑ دیں یا ان سے رشتے ناطے کرنا چھوڑ دیں۔

۶۰۔ ہدایہ پر اعتراضات کے جوابات۔ مولانا محمد مدیر ”اخبار محمدی“ دہلی کے علامہ برہان الدین مرغینانی کی کتاب ”ہدایہ“ پر اعتراضات کا مسکت جواب۔

تحریر و تقریر و بحث و مناظرہ کے علاوہ آپ شعر و شاعری میں بھی مشقِ سخن کرتے تھے۔ آپ عربی، فارسی، اردو اور پنجابی میں شعر کہنے میں یکساں قدرت رکھتے تھے۔

رحلت

۱۹۴۹ء کا سال آپ کے لیے عام الحزن ثابت ہوا اور آپ کو پے در پے دو جانگسل صدموں سے دوچار ہونا پڑا۔ پہلے آپ کی زوجہ محترمہ داغِ مفارقت دے گئیں، یہ غم ابھی ہر ایسی تھا کہ بڑے صاحبزادے مولوی محمد یوسف کا سانحہ ارتحال پیش آ گیا۔ ان جانکاہ صدموں نے آپ کو بلا کر رکھ دیا اور آپ اکثر بیمار رہنے لگے۔ اسی علالت کے دوران آپ پر نمونیا کا حملہ ہوا جس سے رہی سہی کسر بھی نکل گئی اور آپ کی طبیعت مزید بگڑ گئی۔ اول اول مقامی طور پر کوٹلی لوہاراں میں آپ کا علاج ہوتا رہا مگر جب آپ رو بہ افاق نہ ہوئے تو پھر آپ راولپنڈی میں جہاں علاج کی بہتر سہولتیں میسر تھیں، اپنے بیٹے مولوی محمد یوسف مرحوم کے گھر واقع کوہاٹی بازار منتقل ہو گئے۔ سلسلہ علاج و معالجہ جاری رہا مگر ”چوں قضا آید طبیب ابلہ شود“ کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی، اور آپ کی صحت میں روز بروز اضمحلال پیدا ہوتا گیا۔ بالآخر بھجوائے کل نفس ذائقۃ الموت مورخہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۵ جنوری ۱۹۵۱ء بروز سوموار یہ طوطی خوشنوا ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔۔ تدفین ۱۶ جنوری بعد نماز عصر رو بہ عمل آئی۔ مولانا نور الحسن پیش امام جامع مسجد ملا عبدالحکیم سیالکوٹی نے نماز جنازہ کی امامت کا فریضہ ادا کیا اور کوٹلی لوہاراں (غربی) میں مسجد

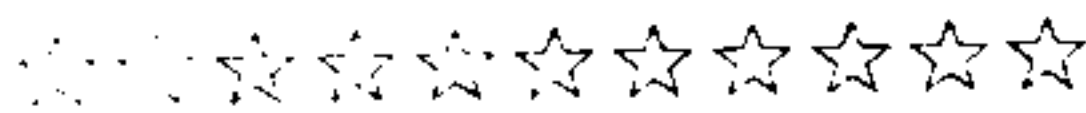
دارے والی (آج کل اس کا نام مسجد شریفی ہے) کے احاطہ میں آسودہ خاک ہوئے۔ ”پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا“ اللہم اغفرلہ وارحمہ۔

ملک محمد شہزاد مجددی صاحب نے مولانا محمد شریف کوٹلوی کا سنہ وصال ”فقیہ اعظم جلیل کامل“ کے مادہ سے ۱۳۷۰ھ برآمد کیا ہے اور یہی مادہ زیب عنوان ہے۔

محمد عالم حق رقی

۱۹ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ - ۲۲ اپریل ۲۰۰۳ء

بروز عرس حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ



ارشادات

حضرت داتا گنج بخش سید علی بن عثمان ہجویری قدس سرہ

☆ انبیاء کرام اولیاء سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں، اس لئے ولایت کی انتہا نبوت کی ابتدا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے خاص بندے خاص فرشتوں سے، اور عام بندے عام فرشتوں سے زیادہ فضیلت رکھتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کے ولی اس کے ملک کے منتظم اور والی ہیں، اس نے دنیا کا انتظام ان کے متعلق کیا ہے۔ آسمان سے بارش ان کے قدموں کی برکت سے ہوتی ہے، اور زمین سے جو پیدا ہوتا ہے وہ ان کے احوال کی صفائی سے ہوتا ہے۔

☆ عارف عالم بھی ہوتا ہے، اور یہ ضروری نہیں کہ عالم بھی عارف ہو۔
☆ جو شخص علم سے دنیا میں مرتبہ اور عزت چاہتا ہے وہ عالم نہیں، کیونکہ یہ جہالت کے لوازمات سے ہے، علم سے کوئی مرتبہ بلند نہیں ہے۔

☆ ہر کام کی ابتداء نیک نیتی سے کی جائے تو اس کا حق ادا ہوتا ہے۔
☆ نفسانی غرض درمیان میں آجائے تو کام سے برکت اٹھ جاتی ہے۔
☆ ہر کام اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہوتا ہے، نہ کہ مجاہدہ سے۔ اگر کام مجاہدہ سے ہوتا تو شیطان راندہ نہ جاتا۔

☆ نماز ہی ایک ایسی عبادت ہے جس کے ذریعے طالبان حق ہمیشہ

واصل باللہ ہوتے ہیں اور اسی سے ان کے مقامات کھلتے ہیں۔

☆ روزے کا اجر بہت بڑا اس لئے ہے کہ یہ باطنی عبادت ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ اس کا ظاہر سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی غیر کا اس میں دخل ہے۔

☆ زکوٰۃ ادا کرنا اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرنا ہے جو اسی نعمت کی جنس سے ہو۔ تندرستی اللہ تعالیٰ کی بڑی بھاری نعمت ہے۔ ہر عضو پر زکوٰۃ ہے۔ وہ اس طرح ادا کرے کہ انسان سب اعضاء کو عبادت الہی میں مصروف رکھے اور اسے لہو و لعب کے کام میں نہ لگائے تاکہ نعمتِ صحت کی زکوٰۃ کا حق ادا ہو جائے۔

☆ بیت اللہ شریف کا حج کرنا فرضوں میں سے ایک فرض ہے۔ جب کہ اس کے کرنے کی استطاعت ہو، یعنی جب کہ مسلمان تندرست ہو، عاقل ہو اور بالغ ہو (حج خدا اور رسول کے حکم کی بجا آوری کے لئے ہے ورنہ) کعبہ ایک سخت زمین ہے۔ (حجر اسود) بے جان پتھر ہے۔ مومن اس سے زیادہ فاضل ہے۔ اگرچہ عمارت کعبہ کی زیارت فرض ہے جس پر سال میں ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کی نظر کرم ہوتی ہے۔ مگر وہ دل جس پر حق سبحانہ تعالیٰ تین سو ساٹھ بار نظر رحمت فرماتا ہے، اس کعبہ سے کہیں بڑھ کر لائق زیارت ہے۔ لیکن اہل تحقیق کے لئے مکہ کے راستہ میں ہر قدم پر ایک نشانِ قدرت ظاہر ہے۔ جب حرم میں پہنچتے ہیں تو ہر ایک سے خلعت پاتے ہیں۔

☆ جو شخص شریر ہو وہ شریروں کی مجلس میں بیٹھتا ہے، اگر وہ نیک ہوتا تو نیکوں کی صحبت اختیار کرتا۔

☆ بوڑھوں کو چاہیے کہ وہ جوانوں کا پاس خاطر کریں کیونکہ ان کے گناہ کم

ہیں، اور جوانوں کو چاہیے بوڑھوں کا احترام کریں کیونکہ وہ ان سے زیادہ عابد اور تجربہ کار ہیں۔

☆ امیروں اور بادشاہوں کی تباہی کا موجب ان کا ظلم و ستم ہے، اور علماء کی خرابی کا باعث ان کا لالچ اور طمع ہے، اور فقراء کی بربادی کا سبب ان کی جاہ طلبی ہے۔ جب بادشاہ علماء سے روگردانی کرنے لگتے ہیں تو وہ تباہ ہو جاتے ہیں۔

☆ بادشاہ بے علم، عالم بے عمل اور فقیر بے توکل شیطان کا ہم نشین ہے۔ جب یہ تینوں بگڑ جائیں تو ساری خلقت بگڑ جاتی ہے۔

☆ دس چیزیں دس چیزوں کو کھا جاتی ہیں:

☆ نیکی بدی کو

☆ عدل ظلم کو

☆ پشیمانی سخاوت کو

☆ تکبر علم کو

☆ صدقہ بلا کو

☆ غصہ عقل کو

☆ غیبت نیک اعمال کو

☆ غم عمر کو

☆ توبہ گناہ کو

☆ جھوٹ رزق کو

(ما خوز از تعلیم الاخلاق مؤلفہ پیر غلام دستگیر نائی)

☆☆☆☆☆☆☆☆



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



ماہانہ حرم شریف

حکیم محمد موسیٰ ہمدانی

بمقام مقابرِ پشтіان

سالانہ عرس مبارک ۱۸ شعبان المعظم کو انعقاد پذیر ہے

دارِ امین گنج بخش 55 - حکیم محمد موسیٰ روڈ
ریلوے روڈ حضرت لاہور



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



ماہانہ حرم شریف

حکیم محمد موسیٰ ہمدانی

بمقام مقابرِ پشтіان

سالانہ عرس مبارک ۱۸ شعبان المعظم کو انعقاد پذیر ہوتا ہے

دارِ اُمیہ گنج بخش 55 - حکیم محمد موسیٰ روڈ
ریلوے روڈ حضرت لاہور



Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>